مبادیات قانون مفرد اعضاء

(نظریہ ثلاثہ مفرد اعضاء)

پر

بھرپور تبصرہ اور مسقط جواب

مرتبہ

مجتہد فن حکیم رحمت علی راحت محقق قانون اربعہ مفرد اعضاء

ادارہ قومی طب پاکستان

احسان یوسف روڈ۔ جھال خانوآنہ۔ فیصل آباد

علم طب کی حقیقت

طب (MEDICINE) ایک عظیم فن ہے۔ جس کا مقصد حفظ صحت و ازالۂ مرض ہے۔ یہ علاج کی کوئی مخصوص قسم نہیں بلکہ ایک واحد علم ہے۔ جو کئی طریق پر مشتمل ہے۔ جیسے آیورویدک، یونانی، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی وغیرہ ایک ہی درخت کی مختلف شاخیں ہیں یا ایک ہی منزل تک پہنچنے کے مختلف راستے جو تھوڑے سے فرق کے ساتھ آخر ایک ہی جگہ پہنچا دیتے ہیں۔ جس کو مقام شفا کہا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی علم کے مختلف طریق ہیں۔ اس لئے جب ہم (حکیم انقلابؒ) کہتے ہیں طب یونانی یا ہندی طب یا یورپی طب تو اس سے ہمارا مقصد ان کے اصول و طریق کا بیان کرنا ہوتا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ علم طب جدا جدا ہیں یا ان کا موضوع اور غائت مختلف ہیں۔ بلکہ ہم کسی بھی طریق علاج کو ایک دوسرے سے الگ خیال نہیں کرتے ہم ان تمام طریقہائے علاج کو ایک ہی فن طب کے علمی اور تحقیقی نظریات و قوانین خیال کرتے ہیں۔ طب کی علمی اور فنی خدمات سے ہمارا مقصد احیائے طب و تجدید فن ہے اور قومی زبان کی طرح ملک میں قومی طب کی بنیاد رکھنا ہے تاکہ ایلوپیتھی ڈاکٹر دیسی طب کے قریب آ سکیں۔ دیسی طب کے معالج نئے تقاضوں کو سامنے رکھ کر اس طب کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔ اس طرح جو ایک نیا فن سامنے آئیگا وہ صحیح معنوں میں ملکی اور قومی طب ہو گی بالکل اسی طرح جیسے عربی فارسی اور سنسکرت و ہندی اور انگریزی و دیگر یورپین زبانوں کے ملاپ سے اردو زبان پیدا ہو گئی ہے اور یہی ملکی زبان ہے اسی طرح اگر ہم کو فن علاج میں ترقی کرنا ہے تو ملکی اور قومی طب پیدا کرنا ہو گی۔ اس طرح جب قومی طب کی بنیاد رکھ دی جائیگی تمام طریق علاج کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

میرا یقین ہے کہ انشاء اللہ صرف دو تین سالوں میں تمام پاکستان اور ہندوستان میں اس نظریہ کے ماتحت لوگ طب آیورویدک یونانی، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کا علاج کیا کریں گے اور پھر یہ سلسلہ یورپ و امریکہ اور روس و چین میں بھی پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ

نام کتاب	مقیاس الطب
	ماہنامہ قومی طب کا خصوصی شمارہ
نام مصنف	حکیم رحمت علی راحت
زیر اہتمام	ادارہ قومی طب پاکستان
تعداد	500
کمپیوٹر کمپوزنگ	اعجاز منظور پائنیر کمپیوٹرز، فیصل آباد
صفحات	96
سالانہ چندہ	[illegible] روپے
قیمت خاص نمبر	[illegible] روپے 80/2
ناشر و پبلشر	ڈاکٹر محمد صدیق رہبر کلیمی ایم۔اے

سلیم نواز پرنٹنگ پریس گول امین پور بازار فیصل آباد ☎ 644382

سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ قومی طب 15-وائی رحمان شہید روڈ
مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد فون : 713496 سے شائع کیا۔

ملنے کا پتہ

راحت شفاخانہ

احسان یوسف روڈ، جھال خانوآنہ، فیصل آباد فون : 041-47709

احمد رضا روڈ رسول پارک مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

03007661978

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معنون!

ہم اپنی اس علمی و فنی تحقیق کو ان انقلابی حکیموں کے نام معنون کرتے ہیں جو علم فن طب میں غور و فکر کرتے ہیں۔ صرف اعصابی، غدی اور عضلاتی کا رٹا نہیں لگاتے۔

خادم فن

مجتہد فن حکیم رحمت علی راحت آف فیصل آباد

محقق قانون اربعہ مفرد اعضاء

مجتہد فن و محقق قانون اربعہ مفرد اعضاء جناب حکیم رحمت علی راحت آف فیصل آباد کی تصنیف کردہ و مرتب کردہ طبی کتب

۱- تشریح نظریہ مفرد اعضاء

۲- کیا بڑھاپا قابل علاج ہے۔

۳- تحقیقات علم الامراض (زیر طبع)

۴- تحقیقات علم العلاج (زیر طبع)

۵- کلیات علم الابدان (زیر طبع)

☆ مبادیات سمپل آرگینو پیتھی

مصنفہ:- جناب پروفیسر محمد صدیق رہبر کلیمی ایم-اے

الیس منکم رجل رشید
کیا تم میں ایک آدمی بھی ہدایت یافتہ نہیں

پیش لفظ

حکیم انقلاب جناب دوست محمد صابر ملتانی ایک محقق، مجدد اور ماہر فن طبیب تھے۔ جنہوں نے طب میں نظریہ مفرد اعضاء پیش کر کے طبی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ نظریہ مفرد اعضاء ان کی تحقیق ہے۔ تحقیق یا ریسرچ کے معنی ہیں بار بار تلاش حق کے لئے کوشاں رہنا، ایک ہی خیال پر جم کر رہنا، ایک محقق کی شان کے خلاف ہے۔ اگر ایک ہی خیال حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے تو اور بات ہے۔ درحقیقت ایک محقق بار بار غور و فکر کر کے ایک نتیجہ پر پہنچتا ہے اور اس طرح جو تضادات اور خامیاں سامنے آتی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حکیم انقلاب کی زندگی ہی میں نظریہ مفرد اعضاء میں بنیادی طور پر ایسے تضادات تھے۔ جن کو دور کرنے کے لئے آپ کے ایک شاگرد رشید جناب حکیم رحمت علی راحت ان تضادات کو مجدد طب کی خدمت میں پیش کرتے رہتے تھے۔ جو کہ اکثر لوگ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی میں دور نہ ہو سکے۔ حکیم انقلاب کی وفات کے بعد بھی انہوں نے اکابرین تحریک تجدید طب کو بار بار ان تضادات کو دور کرنے کے لئے کہا مگر وہ ہر بار ٹالتے رہے۔ آخر انہوں نے ایک پمفلٹ (نظریہ مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ) لکھ کر اکابرین تحریک تجدید طب کی خدمت میں ارسال کیا کہ اس پر غور و فکر کیا جائے۔ مگر انہوں نے اس پر غور و فکر کرنے کی بجائے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا۔ اس کے باوجود بھی حکیم رحمت علی راحت صاحب ان کو باہم افہام و تفہیم کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ یہ ہمارے گھر کا مسئلہ تھا جو گھر میں بیٹھ کر باہمی افہام و تفہیم سے حل کر لیا جاتا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا آخر ان کے ایک بندہ جناب محمد ظفر اللہ نے اس پمفلٹ کا جواب پہلے اپنے ہاتھ سے لکھ کر فوٹو سٹیٹ کرا کے تمام اکابرین تحریک تجدید طب کو بھیجنا شروع کر دیا اور پھر

اپنے دو طبی رسائل (ماہنامہ علاج بالغذا اور ماہنامہ قانون مفرد اعضاء) میں جناب حکیم رحمت علی راحت کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔ جس کا جواب مجبوراً ہم نے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی کے ذریعے دینا شروع کر دیا۔ چونکہ ان کی بحث کافی عرصہ جاری رہ سکتی تھی۔ مگر جناب حکیم رحمت علی راحت کی علالت اس کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ آخری بار انہوں نے تحریک تجدید طب کو مذاکرات کا چیلنج دیا کہ آؤ گھر میں بیٹھ کر ایک غیر جانب دار جج کی نگرانی میں باہمی افہام و تفہیم کر لیتے ہیں۔ مگر افسوس مذاکرہ کی تاریخ گزر گئی ان میں سے کوئی نہ آیا۔ اس کے بعد مذاکرات سے بھاگے ہوئے ان لوگوں نے فیصل آباد میں ایک سیمینار کا انعقاد کر دیا۔ جس میں اکثریت کی بناء پر ہمارے خلاف فیصلہ صادر فرما دیا گیا۔ اور اس کو کتابی شکل میں "مبادیات قانون مفرد اعضاء پر فیصلہ کن بحث" کے عنوان سے شائع کرا دیا گیا۔ جس کا جواب جناب حکیم رحمت علی راحت کتاب "مقیاس الطب" لکھ کر دے رہے ہیں۔ جس میں فیصل آباد سیمینار پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے اور طب کے قانون کے مطابق اس کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ اختلافی مسائل محاذ آرائی سے یا جلوں اور جلوسوں میں حل نہیں ہوتے۔ ہمیشہ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر باہمی افہام و تفہیم سے ہی حل ہوتے ہیں۔ جس کا ایک موقعہ ہم نے فراہم کر دیا تھا۔ مگر افسوس جس کو ضائع کر دیا گیا۔ جو اب کبھی نہ مل سکے گا۔

اب ان دونوں کتابوں "مبادیات قانون مفرد اعضاء" اور "مقیاس الطب" کو پڑھ کر عوام و اطباء اور نئے طالب علموں کے ذہن پر جو اثرات مرتب ہونگے اس کے ذمہ دار ہم نہ ہونگے بلکہ ظفر اللہ صاحب اور ان کی جماعت مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان ہوگی۔ کاش ایسا نہ ہوتا!

پروفیسر ڈاکٹر رہبر کلیمی ایم۔اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

مقدمہ

جب کسی علم و فن میں بساط اجتہاد لپیٹ دیا جائے اور فکر کی سیر منقطع ہو جائے اور مشاہدات کی راہ مسدود ہو جائے تو اس میں حقائق کی بجائے اندھی تقلید، بے جا تعصب اور جذبات و عقائد در آتے ہیں۔ جس سے وہ علم و فن ترقی نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ تنقید و اعتراضات سے ہی سائنسز (Sciences) میں ترقی ہوتی ہے نہ کہ تھیورائی غلطیوں پر پردہ پوشی کرنے سے جیساکہ مبادیات قانون مفرد اعضاء پر بحث کی ایک کتاب میں حکیم انقلاب ؒ کے طبی فرمودات کے تضادات کو دور کرنے کی بجائے۔ انہیں حرف آخر کادرجہ دیکر مزید تحقیقات کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔

مبادیات قانون مفرد اعضاء پر بزعم خویش فیصلہ کن بحث جناب علامہ محمد ظفر اللہ صاحب کی انتہائی کاوش ہے۔ اس شخص نے فیصل آباد کے ایک جلسہ میں میرے متعلق قسم کھائی تھی کہ خدا کی قسم اس نے مجھے چھیڑا ہے میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ واقعی اس نے اپنی قسم پوری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس نے مبادیات قانون مفرد اعضاء میں میرے خلاف جو کچھ لکھا ہے اور لکھوایا ہے۔ وہ سارا تبصرہ اصول اور قاعدے کی رو سے نہیں بلکہ جذبات و عقائد کے تحت لکھا گیا ہے۔ اس میں جو حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ وہ طب کے بنیادی قانون سے نہیں بلکہ متضاد قسم کے فرمودات سے پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے ساری کتاب بھری پڑی ہے۔ اس میں ہر لکھنے والے نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر میری کردار کشی کرنے اور مجھے ہر طرح سے جھٹلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد

میرے خیال میں آئندہ کوئی بھی محقق طب میں تحقیق کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ اللہ ہر کسی کو ایسے لوگوں کے تعصب سے بچائے جو حکیمانہ فیصلے کرنے کی بجائے متعصبانہ فیصلے کر کے اپنے جذبات کی تسکین کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حکیم انقلابؒ نظریہ مفرد اعضاء کا پس منظر بیان کرتے ہوئے سوانح حیات موجد نظریہ مفرد اعضاء میں ایک جگہ اپنے استاد جناب حکیم احمد دین صاحب کے "نظریہ افعال الاعضاء" کے متعلق لکھتے ہیں۔ "اگرچہ اپنے زمانے میں وہ اس نظریے کی مکمل تشریح اور وضاحت تو نہیں کر سکے لیکن ان کے بعد ان کے قابل شاگردوں نے اس نظریہ کو درست کر کے تشریح اور وضاحت کے ساتھ دنیائے طب کے سامنے پیش کیا۔ جس سے دنیائے طب میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔" آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"دراصل بات یہ ہے کہ کوئی محقق ایک نظریہ پیش کرنے کے بعد ضروری نہیں کہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ اس نظریہ کے ذریعے تمام نظریات پر پوری طرح حاوی ہو جائے۔" آگے لکھتے ہیں

"حکیم احمد دین موجد طب جدید کے زمانے میں اس کو سمجھنے اور سمجھانے کی صورت میں میرے اور ان کے درمیان اکثر اختلاف ہو جاتا اور کئی کئی گھنٹے تک بحث و تمحیث جاری رہتی۔ اکثر سمجھنے میں ناکامی ہوتی۔ اس کے بعد اپنی تحقیقات کی ناکامیوں اور کامیابیوں کا ذکر کرنے کے بعد جب کامیابی سے اپنی تحقیقات کا کام ختم کر لیا، لیکن اس خیال سے کہ کہیں میری تحقیقات میں کوئی غلطی نہ رہ گئی ہو۔ دیگر طریق علاج سے اس کی تصدیق کر لینے کے بعد مفید قدم میں نے یہ اٹھایا کہ اپنی تحقیقات کا اپنے قریبی دوستوں اور شاگردوں سے ذکر کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ ان کو سمجھا سکوں اور وہ اس پر مختلف زاویہ نگاہ سے اعتراض کریں۔ (گویا حکیم انقلابؒ کے زمانے میں تو وہ خود اپنے نظریہ پر اعتراض کرنے کی اجازت دیتے تھے اور ہم اعتراض کرتے تھے۔ مگر اب کس کی مجال ہے کہ انکے نظریہ پر اعتراض کر سکے۔ ہاتھ

دھوکر پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ تقریباً یہ وہی اعتراضات ہیں جن پر اب بحث ہو رہی ہے۔ راحت) حکیم انقلابؒ لکھتے ہیں۔ "بعض دوستوں نے تو کوئی پرواہ ہی نہ کی۔ بعض نے برا منایا کہ موجد طب جدید پر کیوں اعتراض کئے گئے ہیں۔ (جیسا کہ اب مجھے برا بھلا کہا جا رہا ہے۔ راحت) لیکن جن دوستوں نے توجہ دی۔ انہوں نے اس طریق علاج کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اس کے شیدائی ہو گئے۔ اس بحث و تمحیث سے یہ فائدہ پہنچا کہ نیا طریق علاج نکھر کر سامنے آگیا اور ہر قسم کے اعتراضات کے تسلی بخش جواب سامنے آ گئے۔ (ماخوذ از سوانح حیات موجد نظریہ مفرد اعضاء مصنفہ حکیم محمد شریف و حکیم محمد یٰسین دنیاپوری)

یہاں حکیم انقلابؒ کے اپنے قلم سے حالات و واقعات لکھنے کا تذکرہ کرنا اس لئے ضروری تھا تاکہ حکیم انقلابؒ کی شخصیت ان کا اپنے دوستوں اور شاگردوں سے رویہ اور ان کے کام کرنے کا طریق کار پوری طرح سامنے آجائے۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے حکیم انقلابؒ کو دیکھا تک نہیں اور جنہوں نے ان کو دیکھا ہے اور ان کے شاگرد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ مجدد طب کی شخصیت اتنی بارعب تھی کہ کسی کو انٹ چھنٹ بات ان کے سامنے کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اور فرماتے ہیں کہ راحت نے کبھی ان کے سامنے زبان ہی نہ کھولی تھی اور نہ ہی راحت اس کا مالک تھا کہ مجدد طب کے سامنے کوئی علمی موضوع برائے بحث چھیڑ سکتا۔ بلکہ یہ سب راحت کی غلط بیانی اور لاف زنی ہے۔ اس کو کہتے ہیں۔ "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔" ان لوگوں کے جھوٹ کی قلعی حکیم انقلابؒ کے مندرجہ بالا بیان سے ہی کھل جاتی ہے کہ وہ تو اپنے دوستوں اور شاگردوں کے سامنے اپنا نظریہ پیش کر کے اس پر تنقید اور اعتراض کرنے کی کھلی اجازت دیتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ اور پوچھو اور جو بھی اعتراض ہو اس کا اظہار بلا جھجک کرو تاکہ مسئلہ اچھی طرح نکھر کر سامنے آجائے۔ اب ان حاجی صاحب کو کون سمجھائے کہ شاگرد استاد سے بحث نہیں کیا کرتے۔ افہام و تفہیم کیا کرتے ہیں تاکہ مسئلہ پوری طرح سے ان کے ذہن نشین ہو

جائے۔ میں ہر اتوار کو شیخوپورہ سے لاہور استاد محترم کے پاس جایا کرتا تھا۔ میں نے وہاں ان حاجی صاحب کو کبھی نہیں دیکھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب حکیم انقلاب کے مطب میں ابھی انتارش نہیں ہوتا تھا۔ وہ تقریباً بارہ بجے کے بعد مریضوں سے فارغ ہو جایا کرتے تھے اور ہم ان کے فارغ وقت میں نظریے کو سمجھنے کے لئے اس کے ہر پہلو پر گفتگو کرتے تھے اور نظریہ میں جو تضادات سامنے آتے تھے۔ بلا جھجک ان کا اظہار ان کے سامنے کر دیتے تھے۔ مثلاً ایک موقعہ پر استاد محترم سے اعضاء کے اخلاط اور ان کے مزاج پر بات ہو رہی تھی۔ جو فٹ نہیں ہو رہی تھی۔

سب سے بڑا مسئلہ خلط سودا کا تھا جس کو طحال کی بجائے دل میں فٹ کیا گیا تھا۔ جبکہ طب کے قانون کے مطابق سودا اپنے سرد خشک مزاج کی وجہ سے ہڈیوں جیسے سرد خشک اعضاء کی غذا بنتا ہے۔ نہ کہ دل جیسے گرم تر اعضاء کی غذا میں۔ کیونکہ طب میں خون اور دل کا مزاج گرم تر۔ صفرا اور جگر کا مزاج گرم خشک۔ سودا اور طحال کا مزاج سرد خشک اور بلغم اور دماغ کا مزاج سرد تر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہی چار اخلاط (خون۔ صفرا۔ سودا۔ بلغم) جب مجسم ہوتے ہیں تو یہی چار اعضاء (دل۔ جگر۔ طحال۔ دماغ) بنتے ہیں۔ جن کی غذا یہی چار اخلاط خون۔ صفرا۔ سودا اور بلغم بنتے ہیں۔ جو ان اعضاء اور اخلاط کے مزاج کے عین مطابق ہیں۔ مگر مجدد طب سودا کا تعلق دل (عضلات) سے قائم کر کے عضلات کا مزاج بنیادی طور پر خشک غدد کا گرم اور اعصاب کا تر تسلیم کر کے ان کے مزاج کی مناسبت سے ان کے تعلق کی چھ صورتیں بناتے تھے۔ مثلاً (1) اعصابی غدی (تر گرم) (2) غدی اعصابی (گرم تر) (3) غدی عضلاتی (گرم خشک) (4) عضلاتی غدی (خشک گرم)۔ آگے اس اصول کے تحت (5) عضلاتی اعصابی (خشک تر) (6) اعصابی عضلاتی (تر خشک) بنتا تھا مگر مجدد طب اعصابی عضلاتی کو تر سرد اور عضلاتی اعصابی کو خشک سرد بناتے تھے۔ ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہاں یہ سردی کہاں سے آگئی اور اس کا تعلق کس عضو کے ساتھ ہے۔ پھر اخلاط چار ہیں۔ ان کے اعضاء بھی چار ہیں اور ان

کے مزاج بھی چار ہیں تو پھر اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں اور چھ مزاج کیسے پیدا ہو گئے ؟ یہی بنیادی طور پر ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جس پر اکثر استاذ محترم سے افہام و تفہیم ہوتی رہتی تھی۔ جس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے تشریح نظریہ مفرد اعضاء لکھ کر ان کی خدمت میں پیش کی کہ اس کی تصحیح کر دیں جو نہ ہو سکی اور اس کو ویسے ہی چھپوانا پڑا۔ یہ میرا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا کہ طحال عضو رئیس ہے یا عضو شریف اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ بقول متقدمین اطباء عضو شریف بھی اپنی شرافت اور افعال کی اہمیت سے عضو رئیس کے قریب قریب ہی ہوتا ہے اور نہ ہی اس مسئلہ پر میری کبھی استاد محترم سے گفتگو ہوئی ہے۔ یہ مسئلہ ان لوگوں نے خود ہی گھڑا ہے۔ میرا مسئلہ صرف یہ تھا کہ طحال کو غدد ہونے کے ناطے جگر کے ساتھ رکھنا ہے یا اس کی خلط سودا کو ہڈیوں کی غذائی مناسبت سے ہڈیوں کے ساتھ رکھنا ہے یا خلط سودا کو عضلات کی غذا بنا کر دل کے ساتھ رکھنا ہے۔ اور اسی مسئلہ پر اکثر حکیم انقلابؒ سے افہام و تفہیم ہوتی رہتی تھی۔ جس کا ابھی تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا تھا۔ اس لئے یہی استفسار میں نے حکیم انقلابؒ سے منڈی بہاؤ الدین میں کیا تھا۔ جس کے جواب میں چشتی نے فوراً کہہ دیا کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے اور حکیم انقلابؒ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ دیکھو چشتی کیا کہہ رہا ہے۔ حالانکہ میں نے یہ پوچھا ہی نہیں تھا کہ طحال عضو رئیس ہے یا نہیں ہے۔ گویا "سوال گندم جواب جو۔" بس پھر کیا تھا اسی دن سے ان لوگوں (اراکین تحریک تجدید طب) کے ہاتھ میرے خلاف ایک موثر ہتھیار آ گیا کہ جب بھی میں نے ان سے بات کرنی چاہی۔ انہوں نے طحال عضو رئیس نہیں ہے کہہ کر میری بات کاٹ دی۔ اب بھی میرے خلاف یہی موثر ہتھیار استعمال کیا جا رہا ہے۔ قارئین کتاب مبادیات قانون مفرد اعضاء پڑھ کر دیکھ لیں شروع سے لے کر آخر تک یہی رٹ لگائی گئی ہے کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے اور تخدیر غیر طبعی فعل بلکہ موت ہے حالانکہ باقی تینوں افعال تحریک، تحلیل اور تسکین بھی غیر طبعی فعل ہیں اور ان کی انتہا بھی موت ہے۔ حیرت تو اس بات کی ہے

کہ میرے جس پمفلٹ "قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" کے جواب میں یہ سارا طوفان اٹھایا گیا ہے۔ اس میں میں نے (10) اعتراض کئے ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کا بھی یہ عنوان نہیں ہے کہ طحال عضو رئیس ہے۔ جس قول کا حوالہ میں نے دیا تھا۔ وہ قول بھی میرا نہیں بلکہ حکیم انقلاب" کا ہے۔ جس میں انہوں نے چار بڑے مرکزی اعضاء (دل۔ دماغ۔ جگر۔ طحال) کا ذکر بطور اعضائے رئیسہ کے کیا ہے۔ اگر اعضائے رئیسہ تین ہی تھے تو چار اعضاء کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان تین دل۔ دماغ۔ جگر سے کام نہیں چل سکتا تھا کہ طحال کی ضرورت پڑ گئی۔ جس سے طب یونانی کی حقیقت کی تصدیق ہو گئی۔ پھر دل کے تحت عضلات، دماغ کے تحت اعصاب، جگر کے تحت غدد (ناقلہ) اور طحال کے تحت غدد جاذبہ کیوں لکھے گئے؟ کیا عضلات کا مرکز یا عضو رئیس دل نہیں ہے۔ اعصاب کا مرکز یا عضو رئیس دماغ نہیں ہے۔ غدد ناقلہ کا مرکز یا عضو رئیس جگر نہیں ہے اور غدد جاذبہ کا مرکز یا عضو رئیس طحال نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر مجدد طب غلط لکھ رہے ہیں اور آپ سچے ہیں۔ اور آپ کے سیاق و سباق بھی سچے ہیں۔ اور اگر عضو رئیس کی تعریف یہ ہے کہ اس کے نکال دینے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے تو پھر گردے۔ پھیپھڑے یا معدہ کے نکال دینے سے انسان کیوں مرجاتا ہے جبکہ تینوں حیاتی اعضائے رئیسہ جسم میں ہی موجود ہوتے ہیں کیوں نہیں وہ اس کی زندگی کو بچا لیتے؟ کیا معدہ، پھیپھڑے اور گردوں کو بھی اعضائے رئیسہ میں شمار کرنا پڑے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ عضو رئیس کے معنی سردار یا بڑے عضو یا مرکز کے ہیں۔ جس کے تحت اس کے خادم کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ دل کے خادم عضلات، دماغ کے خادم اعصاب، جگر کے خادم غدد ناقلہ اور طحال کے خادم غدد جاذبہ ہیں۔ جو اپنے اپنے اعضائے رئیسہ کے تحت کام کرتے ہیں اور اعضائے رئیسہ اپنے افعال کا اظہار ان کے ذریعے کرتے ہیں۔ جس طرح دماغ اپنے افعال کا اظہار اعصاب کے ذریعے کرتا ہے۔ اسی طرح دل اپنے افعال کا اظہار عضلات کے ذریعے کرتا ہے۔ اسی طرح جگر اپنے افعال کا اظہار غدد ناقلہ کے ذریعے

کرتا ہے اور طحال اپنے افعال کا اظہار غدد جاذبہ کے ذریعے کرتا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے انکار کرنا بدیہات سے انکار کرنا اور فرنگی طب کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ وہی خلط سودا کے منکر اور اس کے مرکز طحال کو جسم سے خارج کر دینے کے قائل ہیں۔ طب قدیم نے تو شروع ہی سے طحال کو فعلی عضو تسلیم کر کے چوتھی خلط سودا کی تعمیر و اصلاح کا ذمہ دار قرار دے دیا تھا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکیم انقلاب کی زندگی میں تو کسی کو ان کے سامنے کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے نظریے میں غلطیاں نکالنے لگے ان کے لئے حکیم محمد شریف چشتی اور تین مشہور چوہدریوں (چوہدری ڈالا ور علی بھلی۔ چوہدری برکت علی اور چوہدری اکبر علی نسیم) کی شہادتیں ہی کافی ہیں کہ مجدد طب کی زندگی ہی میں کچھ مسائل ایسے تھے جو حل طلب تھے۔ جن کا اظہار میں کیا کرتا تھا۔

حکیم انقلاب کی وفات کے بعد جب بھی میری ان لوگوں (اکابرین تحریک تجدید طب) سے بات ہوتی تو طحال عضو رئیس نہیں ہے کا ڈھکوسلا میرے سامنے کھڑا کر دیتے اور یہیں بات ختم کر دیتے۔ میری بات سننے کے لئے کان ہی نہیں دھرتے تھے۔ حکیم محمد شریف دنیا پوری کہہ دیتے تھے۔ ابھی اس کی کیا ضرورت ہے کام چل رہا ہے۔ البتہ حکیم چوہدری برکت علی خدا انہیں غریق رحمت کرے وہ ان لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ رحمت علی راحت جو کہتا ہے اس پر غور ضرور کرنا چاہیے۔ مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

ایک دفعہ حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب اور حکیم محمد شریف صاحب دنیا پوری اور بعض دیگر حضرات میرے پاس آئے۔ وہ بھی اسی ایک مسئلہ پر اڑے رہے کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔ حکیم نور محمد ہیروی وفات پا چکے ہیں۔ انکے متعلق غلط طور پر کہا گیا ہے کہ وہ رحم کو عضو رئیس بنالو کہتے تھے۔ البتہ وہ خصیتین کو عضو رئیس میں شامل کرتے تھے۔

ایک دفعہ ستیانہ روڈ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں میرے پاس چوہدری

دلاور علی بھلی، چوہدری برکت علی اور چوہدری اکبر علی نسیم صرف چند منٹ ٹھہرے تھے۔ بات شروع کی تو بھلی صاحب نے کہا کہ اگر راحت صاحب شروع ہو گئے تو شام یہیں پڑ جائے گی۔ آگے بھی جانا ہے اور یہ لوگ چلے گئے۔

ایک دفعہ بھٹہ صاحب میرے پاس ایک آدمی کو ساتھ لے کر آئے تو کہنے لگے دیکھو اس شخص کی طحال نکال دی گئی ہے اور یہ ابھی تک زندہ ہے۔ جب میں نے بات شروع کی تو یہی کہہ کر میری بات کاٹ دی کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے وہ بھی چند منٹ ٹھہرے اور چلے گئے اور ایک دفعہ انہوں نے میرے پاس بات کرنے کے لئے حکیم الٰہی بخش عباسی کو بھیجا۔ اس کے ساتھ ایک اور بھی حکیم تھا۔ یہ ساری رات رہے۔ میں نے حکیم انقلاب کی کتابوں سے حوالہ جات نکال کر پیش کئے۔ آخر اس کے ساتھی حکیم نے کہا کہ وہ تو حکیم انقلابؒ کے حوالہ جات پیش کر رہا ہے۔ آپ بھی کوئی پیش کریں۔ تو کوئی حوالہ نہ پیش کر سکا۔ آخر تان یہیں آکر ٹوٹی کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کیا اگر یہ مان لیا جائے کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے بلکہ عضو شریف ہے تو اس سے متنازعہ مسائل ہو جائیں گے؟ ہرگز حل نہیں ہونگے کیونکہ طب مین سب سے بڑا انقلاب یہی ہے کہ طحال کے سوداکو اس کے اصل مقام کی بجائے دل میں قائم کر دیا گیا ہے۔ جو سارے فساد کی جڑ ہے اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ یہ طب کے قانون کے خلاف ہے۔ طب میں سودا کا مرکز طحال ہے دل نہیں ہے۔ اس لئے کوئی طب سودا کا مرکز دل کو تسلیم نہیں کرتی۔

اب اصل موضوع کی طرف آنے سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ حکیم انقلابؒ وفات پا چکے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد میرے مخاطب دنیا پوری مکتبہ فکر کے لوگ ہین جو مجدد طبؒ کی وفات کے بعد ایک تکون بنا کر قانون مفرد اعضاء کو تین کے نظریے پر پختہ کر کے اس کی تشریح کر رہے ہیں۔ حکیم انقلابؒ کے فرمودات میں تضاد تھا۔ جس کو رفع کرنے کی ضرورت تھی نہ کہ تین پر پختہ کرنے کی ضرورت تھی

کیونکہ اگر انہوں نے تین، مفرد اعضاء کے تحت ان کے تین مراکز لکھے ہیں - تو چار مفرد اعضاء کے تحت ان کے چار مراکز بھی لکھے ہیں - اس لئے "قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" میں میرے مخاطب حکیم انقلاب نہیں بلکہ دنیا پوری مکتبہ فکر ہے - جن کی تکون کا حوالہ میں نے اپنے پمفلٹ میں دیا ہے - انہیں لوگوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے اور ان کو اس تکونی نظریے کے ایجاد کرنے والے کہا ہے - جو کچھ بھی اس پمفلٹ میں لکھا ہے انہیں لوگوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے - اس سے ایک بار پہلے بھی ماہنامہ سمپل آر گینو پیتھی مارچ 1997ء کے صفحہ 10 پر یہ وضاحت کر چکا ہوں - باجود اس کے دوبارہ پھر وضاحت کر رہا ہوں کہ میرے مخاطب حکیم انقلاب نہیں ہیں - میں تو اپنی تائید میں ان کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں - میں ان کے متعلق ایسے بیہودہ کلمات کیسے لکھ سکتا ہوں - جیسا کہ علامہ محمد ظفراللہ صاحب نے مبادیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 7 پر لکھا ہے کہ حکیم انقلاب کی وفات کے بعد ان کی تحقیقات میں کیڑے نکالنے - ٹانکے لگانے اور گستاخانہ و ناشائستہ لہجے میں تنقید کے تیر چلانے شروع کر دیئے - ایسی بیباکانہ جسارتوں میں ایک قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" بھی شامل ہے - جس کے رد و قبول کے سلسلے میں بندہ نے آج قلم اٹھایا ہے - کیا میں اس بندہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ "قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" میں میں نے کس جگہ حکیم انقلاب کو مخاطب کر کے مندرجہ بالا بیہودہ کلمات لکھے ہیں - اس شخص کا سینہ بغض اور کینہ سے بھرا ہوا ہے - باوجود میری وضاحت کے ہر بات جو میں نے حکیم انقلاب کے متعلق کہی ہی نہیں - ہر بار اس کا رخ حکیم انقلاب کی طرف موڑ کر مجھے بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے - قارئین اس کی شائستگی کا نمونہ "مبادیات قانون مفرد اعضاء" پڑھ کر ہی دیکھ لیں کہ یہ تحریر کسی عالم دین یا مبلغ اسلام کی ہو سکتی ہے - اس میں میرے متعلق اس نے جو کلمات لکھے ہیں - اس سے پہلے بھی ایک بار اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے پمفلٹ میں اور دوسری بار ماہنامہ علاج بالغذا اور ماہنامہ قانون مفرد اعضاء میں بھی میرے متعلق ایسے ہی نازیبا

کلمات لکھے تھے - پہل اس نے کی تھی - جب اس کا جواب میں نے دیا تو تڑپ اٹھا۔ مجھ میں تو پھر بھی اخلاقی جرات تھی اور میں نے ماہنامہ سمپل آر گینو پیتھی میں اس کو عالم دین سمجھتے ہوئے معذرت کر لی تھی کہ اگر میرے قلم سے ان کی شان میں کوئی گستاخی ہوئی ہے تو میں ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ مگر ایسا معلوم ہو تا ہے کہ یہ شخص اس معذرت کے قابل نہ تھا۔ اس شخص نے مجھے حکیم انقلاب ؒ کا سب سے بڑا مخالف بنا کر حکیم انقلاب ؒ کے پیرو کاروں کے سامنے پیش کر دیا ہے - تاکہ وہ مجھ سے بد ظن ہو جائیں - حالانکہ میں اپنی تائید میں حکیم انقلاب ؒ کے حوالہ جات دیتا ہوں میں ان کا مخالف کیسے ہو سکتا ہوں ؟ اگر میں ان کا مخالف ہو تا تو وہ کبھی بھی اپنی کتاب " تین انسانی زہر " میرے نام معنون نہ کرتے اور نہ ہی یہ لکھتے کہ اس نے میرے ساتھ چودہ سال تک کام کیا ہے -

اسی بات پر یہ لوگ جل جاتے ہیں - ان اکابرین تحریک تجدید طب میں آج کتنے ہیں جن کے نام حکیم انقلاب ؒ نے کوئی کتاب معنون کی ہے - کیا میرا گناہ یہ تھا کہ قانون مفرد اعضاء میں جو تضادات تھے میں حکیم انقلاب کی خدمت میں پیش کر تا رہا ہوں ؟ کیا حکیم انقلاب ؒ کے علم میں یہ نہیں تھا؟ اس کے باوجود انہوں نے میرے نام اپنی کتاب معنون کر کے مجھے یہ اعجاز بخشا - کیا اکبر علی نسیم کی شہادت سے ظاہر نہیں ہو تا - جب انہوں نے رحمت علی راحت کے چوتھے عضو رئیس کے متعلق ان سے پوچھا تھا حالانکہ یہ میرا مسئلہ نہیں تھا - وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنا گناہ نہیں ہے - ایسا متقدمین اطباء سے لے کر متاخرین اطباء تک بھی ہو تا آیا ہے -

حکیم انقلاب ؒ میرے استاد ہیں - میں ان کا احترام ہی نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے کا بھی احترام کر تا ہوں - مجھے اس کا افسوس ہی نہیں بلکہ بہت دکھ ہوا جب صاحبزادہ صاحب نے لکھا کہ میرا ایسے فساد پسند عناصر اور نام نہاد محققین سے کوئی تعلق نہیں ہے جو میرے جعلی دستخطوں کے ذریعے پاکستان بھر میں قانون مفرد اعضاء کے نئے ساتھیوں کو ورغلانے کی کوشش کر رہے ہیں - بلکہ اب بھی ایسا کر

رہے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب یہ تو سراسر بہتان ہے میں نے کب کوئی ایسا بیہودہ کام کیا ہے کوئی ثبوت بھی تو دیجئے کسی پر بہتان لگانا تو اچھا نہیں ہوتا۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں اور کتابیں شائع کر رہے ہیں وہ میری تصدیق اور اجازت کے بغیر کر رہے ہیں۔ میں ان کے اس فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ آخر میں ظفراللہ صاحب سے پوچھنا ہے کہ انڈیا میں وہ ٹی بی سینی ٹوریم کہاں واقع ہے؟ جس کے گیٹ کی پیشانی پر حکیم انقلاب کا نام لکھا ہے۔ انڈیا والے کیا سوچیں گے کہ پاکستانی عالم خیال میں لکھے گئے ایک افسانے کو حقیقت کا روپ دے دیتے ہیں۔

رحمت علی راحت

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذاھو زاھق (الانبیاء آیت 18)
بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے
تو جبھی وہ (جھوٹ) مٹ کر رہ جاتا ہے۔

فرمودات حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ

1۔ اول بات یہ ہے کہ میں طب قدیم کا نمائندہ ہوں۔ وہی طب قدیم جس کو طب یونانی یا طب اسلامی کہتے ہیں اور قانون مفرد اعضاء بھی طب یونانی کا ایک اصول ہے۔ جس کے تحت طب میں تجدید و اصلاح کی گئی ہے۔ بعض مخالفین نے یہ غلط فہمی پیدا کر دی ہے کہ ہمارا تعلق طب قدیم سے نہیں بلکہ ہم دنیا میں کوئی نئی طب پیش کر رہے ہیں۔
دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ طب قدیم جن بنیادی قوانین پر قائم ہے وہ نہ صرف سائنسی قدروں کے مطابق ہیں۔ بلکہ وہ قوانین فطرت کے مطابق بھی ہیں۔ جب تک کوئی قوانین فطرت کو غلط قرار نہ دے وہ طب قدیم کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ (بحوالہ تقاریر اجلاس دنیا پور۔ لاہور۔ منڈی بہاؤالدین ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ لاہور)

2۔ تجدید طب سے ہمارا مقصد اس کو پھر سے زندہ کرنا ہے اور صرف احیائے طب ہے۔ کسی نئی طب یا طریق علاج کا پیش کرنا نہیں ہے۔ جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں وہ تجدید کے معنی نہیں جانتے۔ ہم ایسے لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آکر ثابت کریں کہ ہم نے تجدید طب کی بجائے کوئی جدید طب پیدا کی ہے۔ ہماری اس تجدید کا کمال یہ ہے کہ اس میں کوئی نظریہ و اصول اور قانون اپنی طرف سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ قانون تجدید بھی شیخ الرئیس بو علی سینا کے قانون کلیات سے پیش کیا گیا ہے۔ یعنی قانون مفرد

اعضاء جس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ "اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔" بس اسی قانون پر ہم نے تجدید طب کی بنیاد رکھی ہے۔ (ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ ستمبر1971ء صفحہ 10)

تبصرہ:- حکیم انقلابؒ تو ایسے لوگوں کو چیلنج کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ انہوں نے کوئی نئی طب یا نیا طریق علاج ایجاد کیا ہے۔ لیکن ان کے جانشین نئے طریق علاج کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ایسا کیوں؟ ثبوت ملاحظہ ہو۔

حکیم انقلابؒ کے جانشینوں کا طب یونانی سے تعلق:-

مورخہ 2 مارچ 1985ء کو قومی طبی کونسل اسلام آباد کی طرف سے تجدید طب کالج دنیاپور کو ایک نوٹس موصول ہوا کہ یونانی آیورویدک اینڈ ہومیوپیتھک پریکٹشنرز ایکٹ کے تحت بغیر طبی کونسل کی منظوری کے آپ کسی قسم کی طبی تعلیم اور نہ ہی ڈگری / ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ جاری کر سکتے ہیں۔ کیوں نہ ایکٹ ہذا کی خلاف ورزی کے تحت آپ کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے۔

اس کے جواب میں پرنسپل تجدید طب کالج دنیاپور و صدر تحریک تجدید طب رجسٹرڈ پاکستان، جناب حکیم محمد شریف صاحب دنیاپوری لکھتے ہیں کہ (ا) قانون مفرد اعضاء ایک مکمل اور علیحدہ طریق علاج ہے۔ اس لئے قانون مفرد اعضاء کا طب یونانی، آیورویدک اور ہومیوپیتھک سے کوئی تعلق یا واسطہ نہ ہے۔ ان کے چھوٹے بھائی جناب حکیم محمد یاسین صاحب دنیاپوری اپنی کتاب کلیات قانون مفرد اعضاء ایڈیشن چہارم کے صفحہ 86 اور اسی کتاب کے ایڈیشن پنجم کے صفحہ 104 پر لکھتے ہیں کہ قانون مفرد اعضاء اخلاط کے معاملہ میں آیورویدک نظریہ کو تسلیم کرتا ہے۔

تبصرہ:- گویا قانون مفرد اعضاء کی بنیاد طب یونانی کے چار اخلاط پر نہیں بلکہ آیورویدک کے تین اخلاط (دوش) پر ہے جو حکیم انقلابؒ کے فرمان کے خلاف ہے کیونکہ حکیم انقلابؒ تو خود کو طب یونانی (طب اسلامی) کا نمائندہ کہتے ہیں اور قانون

مفرد اعضاء بھی طب یونانی کے قانون سے پیش کرتے ہیں مگران کے جانشین کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق طب یونانی سے نہیں بلکہ طب آیورویدک سے ہے۔ این چہ است؟ (راحت)

3- نظریہ مفرد اعضاء یہ ہے جوکہ طب کا قانون ہے کہ امراض و علامات اور صحت و حیات کا دارومدار چار کیفیات پر ہے جن کی حیثیت قانون کی کلید کی حیثیت ہے اور جب تک یہ اعتدال پر ہوں اوراپنے فطری اصول پر عمل پیرا ہوں تو صحت قائم رہتی ہے اور قوانین فطرت سے ان کا انحراف مرض کا باعث ہوتا ہے۔ گویا یہ بدلیں تو بیماری رونما ہوتی ہے اور اگر درست ہیں تو صحت و شفا ہے۔ (ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ مارچ 1971ء صفحہ 12)

4- جاننا چاہیے کہ طب کی بنیاد ارکان و مزاج واخلاط اور کیفیات پر ہے۔ اس میں بنیادی قانون جو کام کر رہا ہے۔ وہ قانون کیفیات ہے یعنی گرمی وسردی اور تری و خشکی جن سے مزاج پیدا ہوتا ہے۔ انہی کیفیات و مزاج سے ارکان واخلاط کو چار ثابت کیا گیا ہے۔ پھرانہی سے ہر مفرد اعضاء اور روح کا مزاج قائم کیا گیا ہے۔ جب ان اعضاء و خون میں مشینی یا کیمیاوی طور پر افراط و تفریط اور ضعف واقع ہوتا ہے تو امراض و علامات پیدا ہوتی ہیں۔ پھران امراض و علامات کو انہی کیفیات و مزاج کے تحت تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ تمام جسم کے ساتھ ان کا بھی اشتراک قائم رہ سکے۔ (ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ اپریل 1970ء صفحہ 1)

تبصرہ:- انہی کیفیات اربعہ پر طب کا بنیادی قانون اربعہ قائم ہے یعنی انہی چار کیفیات کے تحت چار ارکان۔ چار مزاج۔ چار اخلاط۔ چار مفرد اعضا۔ چار ارواح۔ چار قوئ اور چار افعال کا بنیادی قانون اربعہ قائم ہے۔ (راحت)

5- نظریہ مفرد اعضاء کی ضرورت اور تحقیق کا مقصد یہ تھا کہ طب قدیم کی کیفیات و مزاج اور اخلاط کو مفرد اعضا سے تطبیق دے دی جائے تاکہ

ایک طرف ان کی اہمیت واضح ہو جائے اور دوسری طرف یہ حقیقت سامنے آجائے کہ کوئی طریق علاج جس میں کیفیات و مزاج اور اخلاط کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ وہ غیر علمی (ان سائنٹفک) اور عطایانہ علاج ہے۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 61)

تبصرہ:- اگر قانون مفرد اعضاء میں کیفیات۔ ارکان۔ مزاج اور اخلاط کو مدنظر رکھا جاتا ہے تو پھر طب یونانی کے علاوہ وہ اور کونسا نیا طریق علاج ہے۔ جس کا دعویٰ دنیا پور والے کرتے ہیں۔ (راحت)

6- ہم نے مفرد اعضاء کے ساتھ کیفیات و مزاج اور اخلاط کو تطبیق دیکر ثابت کیا ہے کہ اعضاء کے افعال کیفیات و مزاج اور اخلاط کے بغیر عمل میں نہیں آسکتے۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 62)

تبصرہ:- اگر کیفیات و مزاج اور اخلاط چار ہیں۔ تو ان کے تحت مفرد اعضاء کے افعال بھی چار ہی ہو سکتے ہیں۔ تین افعال تحریک، تحلیل و تسکین کیسے ہو سکتے ہیں۔ (راحت)

7- جسم انسانی کی پرورش و صحت اور نشوونما خون سے ہوتی ہے۔ حکماء اور اطبانے اس خون کو چار اخلاط اور چار کیفیات سے مرکب کہا ہے۔

اخلاط:- (1) خون۔ (2) بلغم۔ (3) صفراء۔ (4) سودا۔

کیفیات:- (1) گرمی۔ (2) تری۔ (3) سردی۔ (4) خشکی ہیں۔

انہی چاروں اخلاط اور کیفیات پر جسم کی صحت اور طاقت قائم ہے۔ اور یہی چاروں انہی چاروں مفرد اعضاء (ٹشوز) کی الگ الگ غذا بنتے ہیں۔ جن کو ہمارے اعضاء تیار کرتے ہیں۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 81)

تبصرہ:- طب یونانی نے بھی اور حکیم انقلاب ؒ نے بھی یہی چار اخلاط (1) خون۔ (2) بلغم۔ (3) صفراء۔ (4) سودا لکھے ہیں۔ اب یہ الحاقی مادہ کس خلط کا نام ہے۔ (راحت)

8- ہم جو بھی غذا کھاتے ہیں۔ وہ چار اقسام کے ارکان اور چار ہی قسم کی کیفیات سے مرکب ہوتی ہے۔ وہ خون میں بھی چار ہی قسم کے اخلاط تیار کرتی ہے۔ یہی خون چار اقسام کے مفرد اعضاء (ٹشوز) کی غذا بنتا ہے۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 81)

تبصرہ:- اس سے ثابت ہو گیا کہ خون بھی چار ہی اخلاط سے مرکب ہے۔ جو چار اقسام کے مفرد اعضاء (ٹشوز) کی غذا بنتا ہے جو لوگ خون کو تین اخلاط بلغم، صفراء، سودا سے مرکب خیال کرتے ہیں۔ ان کا نظریہ غلط ہے۔ (راحت)

تو آیئے اب انہی فرمودات کے تحت "مقیاس الطب" (قانون مفرد اعضاء) کی کسوٹی پر نہ صرف نظریہ مفرد اعضاء کو بلکہ طب یونانی کو بھی پرکھتے ہیں۔ جس کا یہ قانون ہے کہ "اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔" اس میں اگر موجد نظریہ مفرد اعضاء کے کسی قول یا فرمان کی نفی ہو جائے تو جذبات میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ بقول موجد نظریہ مفرد اعضاء سائنس اور فن میں جذبات اور عقائد بے معنی باتیں ہیں۔ (سوانح حیات موجد نظریہ مفرد اعضاء صفحہ 97)

مقیاس الطب

(قانون مفرد اعضاء)

"اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔"

اس قانون کے تحت طب یونانی میں اخلاط چار ہیں اس لئے مفرد اعضاء بھی چار ہیں۔ جن کو عربی میں انسجہ اور انگریزی میں ٹشوز کہتے ہیں۔

مقیاس الطب:- اگر اخلاط چار ہیں تو ان کے مفرد اعضاء چار ہیں۔ اگر مفرد

اعضاء چار ہیں تو ان کے اخلاط چار ہیں - اسی طرح اگر اخلاط چار ہیں تو ان کے مزاج بھی چار ہیں - ان کے ارکان بھی چار ہیں - اور ان کی کیفیات بھی چار ہیں - دوسری طرف اگر اخلاط چار ہیں تو ان کے ارواح بھی چار ہیں - ان کے قویٰ بھی چار ہیں اور ان کے افعال بھی چار ہیں - اس قانون کے تحت تین اخلاط ان کے تین ارواح، ان کے تین قویٰ اور ان کے تین افعال کا نظریہ غلط ہے - بلکہ ان کے تین اعضائے رئیسہ کا نظریہ بھی غلط ہے -

امور طبیعہ

امور طبیعہ:- چند ایسے امور ہیں - جن پر بدن انسان کی بنیاد قائم ہے - یعنی بدن انسان انہی سے مل کر بنا ہے - ان میں سے کسی ایک کو بھی نفی فرض کرلیں تو بدن انسان قائم نہیں رہ سکتا - وہ امور حسب ذیل سات ہیں - (1) ارکان (2) مزاج (3) اخلاط (4) اعضاء (5) ارواح (6) قویٰ (7) افعال

(مبادیات طب صفحہ 21 مصنفہ حکیم انقلابؒ)

لیکن ایک محقق حکیم محمد یاسین چاولہ اپنی کتاب مختصر تشریح قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 45 پر لکھتے ہیں کہ ہمارے ادارہ الجدید طبی ریسرچ کونسل پاکستان پاکپتن شریف کی تحقیق جدید کے مطابق امور طبیعہ کی تعداد آٹھ ہے - (1) ارکان (2) مزاج (3) مادہ (4) اخلاط (5) ارواح (6) قویٰ (7) اعضاء (8) افعال -

تبصرہ:- امور طبیعہ کی تعداد سات ہے یا آٹھ قارئین فیصلہ کریں کیا ارکان مادہ سے باہر ہیں - (راحت)

کیفیات چار ہیں:- (1) گرمی (2) سردی (3) خشکی

(4) تری

امور طبیعہ کی بنیاد انہی چار کیفیات پر ہے کیونکہ انہی چار کیفیات کے تحت نہ صرف ارکان مزاج - اخلاط اور مفرد اعضاء کو چار ثابت کیا گیا ہے بلکہ ارواح - قویٰ اور افعال کو بھی چار ہی ثابت کیا گیا ہے -

کیفیات بسیط ہیں :- چونکہ یہ کیفیات بسیط (مفرد) ہیں اس لئے ارکان - مزاج - اخلاط - اعضاء - ارواح - قویٰ اور افعال بھی بنیادی طور پر مفرد ہیں -

ان کیفیات کی بساطت کے متعلق صاحب فردوس الحکمت اپنی کتاب فردوس الحکمت کے صفحہ 65-66 پر لکھتے ہیں کہ طبائع (کیفیات) مفردہ جنہیں مبسوط کہا جاتا ہے چار ہیں - دو ان میں سے فاعل ہیں اور وہ دونوں حرارت اور برودت ہیں اور دو ان میں سے مفعول ہیں اور وہ رطوبت و یبوست ہیں - یعنی حرارت و برودت کیفیات فاعلی اور رطوبت و یبوست مفعولی ہیں - اور طبائع مرکبہ (مرکب کیفیات) بھی چار (ہی) ہیں - تمہارے اس قول میں کہ یہ (طبائع) مرکب ہیں یہ دلیل موجود ہے کہ ان (کیفیات مرکبہ) سے قبل مفرد طبائع (یعنی کیفیات) موجود تھے -

تبصرہ :- کیونکہ مرکب سے پہلے مفرد کا وجود ہوتا ہے - جو لوگ کہتے ہیں کہ کیفیات مفرد صورت میں نہیں بلکہ ہمیشہ مرکب صورت میں پائی جاتی ہیں - ان کے لئے فردوس الحکمت کا یہ حوالہ ہی کافی ہے - پھر جو بسیط حقیقتوں ہی کو نہیں جانتا وہ مرکب حقیقتوں میں ان کی پہچان کیسے کر سکتا ہے - (راحت)

(1) ارکان

ارکان :- ارکان چند ایسے بسیط اجسام ہیں - جو بدن انسان و حیوان اور نباتات اور جمادات میں پائے جاتے ہیں جن کا مزید تجزیہ نہیں ہو سکتا یعنی ایسے اجزائے اولیہ جو مختلف صورتوں اور طبیعتوں کے اجسام میں تقسیم نہیں ہو سکتے - (مبادیات طب صفحہ نمبر 21 مصنف حکیم انقلابؒ)

ارکان بسیط ہیں:- یہ ارکان اس لئے بسیط ہیں کہ ان کے اندر چار بسیط کیفیات ہیں۔ جیسے (1) آگ میں گرمی ہے اس لئے وہ گرم ہے۔ (2) ہوا میں خشکی ہے اس لئے وہ خشک ہے۔ (3) پانی میں تری ہے اس لئے وہ تر ہے۔ (4) مٹی میں سردی ہے اس لئے وہ سرد ہے۔ جیسے ویدک میں اگنی گرم ہے۔ وایو خشک ہے۔ جل تر ہے اور پرتھوی سرد ہے۔ بس ارکان میں کیفیات مفرد صورت میں پائی جاتی ہیں۔ مرکب صورت میں نہیں اور وہ ارکان آگ۔ ہوا۔ پانی اور مٹی جن کا مزاج طب یونانی نے مرکب صورت میں تسلیم کیا ہے۔ جیسے (1) آگ گرم خشک ہے۔ (2) ہوا گرم تر ہے۔ (3) پانی سرد تر ہے۔ (4) مٹی سرد خشک ہے۔ وہ ارکان بسیط نہیں بلکہ مرکب ارکان ہیں جو اصل ارکان کے لطیف یا مادی مجموعے ہیں۔ جو ہمارے ماحول میں ہیں اور روز مرہ کے استعمال میں آتے ہیں۔ ان کو شیخ نے بھی مخلوط اور ممزوج قرار دیا ہے اور قانون میں ان کے اجزاء شمار کئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ارکان مرکب ہیں جن کا مزید تجزیہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ جدید سائنس نے ان کے تجزیہ کر کے ان کو مرکب ثابت کیا ہے۔ بس بسیط ارکان میں بسیط کیفیات اور مرکب ارکان میں مرکب کیفیات پائی جاتی ہیں۔ (راحت)

2- مزاج

مزاج:- ارکان کے امتزاج میں فعل وانفعال اثر ومتاثر اور کسر وانکسار کے بعد جو کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام مزاج ہے۔

مزاج کی دو اقسام ہیں۔ (1) مزاج مفرد گرم۔ خشک۔ تر۔ سرد۔

(2) مزاج مرکب گرم خشک گرم تر۔ سرد خشک۔ سرد تر۔ اس کے برعکس بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ جیسے خشک گرم و تر گرم اور خشک سرد و تر سرد (ملیریا کوئی بخار نہیں ہے۔ صفحہ نمبر 124) یعنی مزاج مرکب میں کیفیات کی کمی بیشی سے آٹھ مرکب مزاج بن جاتے ہیں۔

(1) تر سرد (2) سرد تر (3) سرد خشک (4) خشک سرد۔ (5) خشک گرم (6) گرم خشک (7) گرم تر (8) تر گرم اس قانون کے تحت آٹھ مرکب مزاج بن جاتے ہیں۔ چھ مزاج کیسے بن سکتے ہی؟ پھر ان کے بالا عضاء تعلق کی آٹھ صورتیں بنتی ہیں۔ چھ صورتیں کیوں؟

مزاج مفرد کا تصور صحیح ہے:۔ جیسا کہ طب یونانی نے مزاج مفرد کی گرم۔ سرد۔ تر اور خشک چار اقسام لکھی ہیں۔ مثلاً دونوں کیفیات فاعلہ (حرارت و برودت) کے درمیان جو باہمی تناسب ہوتا ہے۔ اس میں فرق اگر اسوجہ سے آئے گا کہ حرارت طبعی تناسب سے بڑھ گئی ہے تو اسے "گرم" کہتے ہیں اور اگر برودت بڑھ گئی ہے تو اسے "سرد" کہتے ہیں۔ اسی طرح دونوں کیفیات منفعلہ (رطوبت۔ یبوست) کے درمیان جو باہمی تناسب ہوتا ہے۔ اس میں فرق اگر رطوبت کی زیادتی سے آگیا ہے تو وہ "تر" ہے اور اگر یبوست کی زیادتی سے آگیا ہے تو وہ خشک ہے۔ (کلیات نفیسی صفحہ نمبر 30)

تبصرہ:۔ مزاج مفرد طب کے قانون کے مطابق بالکل صحیح ہے اور علامہ ظفراللہ صاحب کا یہ کہنا کہ مزاج مفرد کا تصور ہی غلط ہے کسی طرح بھی جائز نہیں ہے بلکہ وہ خود غلط کہتے ہیں۔

جناب حکیم محمد یٰسین دنیاپوری اپنی کتاب کلیات قانون مفرد اعضاء بار چہارم کے صفحہ نمبر 37 اور بار پنجم کے صفحہ نمبر 55 پر ارکان کا مزاج لکھتے ہیں کہ "آگ غدی عضلاتی (گرم خشک) (2) پانی اعصابی عضلاتی (تر سرد) (3) مٹی سرد خشک (4) ہوا گرم تر عضلاتی اعصابی۔" قارئین یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے بلکہ دونوں ایڈیشنوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ کیونکہ سوائے آگ غدی عضلاتی کے دیگر ہوا پانی اور مٹی کا بالا عضاء مزاج لکھا ہی نہیں جا سکتا۔ مثلاً طب یونانی پانی کا مزاج سرد تر لکھتی ہے۔ یٰسین نے اس کا مزاج تر سرد اعصابی عضلاتی لکھا ہے۔ سرد تر کو بالا عضاء کیسے لکھیں گے؟ ہوا کا مزاج گرم تر لکھا ہے جس کو بالا عضاء لکھیں تو غدی اعصابی بنتا ہے۔

کیا ہوا کا تعلق جگر (غدد) کے ساتھ ہے یا دل (عضلات) کے ساتھ ہے؟ عضلاتی اعصابی (خشک سرد) لکھنے سے ہوا کا مزاج گرم تر نہیں بنتا۔ عضلاتی اعصابی ہوا کا مزاج ہے یا مٹی کا؟ عضلاتی اعصابی خشک سرد مزاج مٹی کا ہے تو کیا مٹی کا تعلق دل (عضلات) سے ہو گا جبکہ طب یونانی مٹی کا مزاج سرد خشک تسلیم کرتی ہے۔ سرد خشک کو بالا عضاء کیسے لکھیں گے؟

طب یونانی میں آگ کا مزاج گرم خشک، ہوا کا مزاج گرم تر پانی کا مزاج سرد تر اور مٹی کا مزاج سرد خشک ہے۔ ان چار ارکان اور ان کے چار مزاج کو ذرا بالا عضاء لکھ کر تو دکھائیں؟ یہاں پر ہی سارا نظریہ مفرد اعضاء سمجھ میں آ جائے گا۔

3- علامہ ظفراللہ صاحب مبادیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ نمبر16-17 پر لکھتے ہیں کہ!

"قارئین غور کریں کہ کس قدر غلط بات ہے کہ ہوا سے خلط ریح کو بنالیا جائے جبکہ ریح عربی کالفظ ہے۔اس کے معنی بھی ہوا کے ہیں" آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ریح (ہوا) ارکان اربعہ میں سے ہے۔"

قارئین اگر ریح ارکان اربعہ میں سے ہے تو شیخ الرئیس ارکان میں ہوا کی جگہ ریح لکھتے جیساکہ فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے کے صفحہ نمبر64 پر ارکان اربعہ کے متعلق شیخ الرئیس لکھتے ہیں کہ " وہی اربعہ- النار حارہ یابسہ- والھواء وھو حار رطب- والماء باردہ رطب والارض وھو باردہ یابسہ

قارئین غور کریں اگر ریح ایک رکن ہے تو یہاں شیخ الرئیس الھوا کی جگہ الریح لکھتے اور یہاں الھواء کیوں لکھاہے؟ کیا ظفراللہ صاحب شیخ الرئیس سے زیادہ عربی دان ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہوا ایک رکن ہے اور ریح اس کی خلط ہے۔اس لئے ریح ایک باقاعدہ خلط ہے۔جس کو ایورویدک میں وات دوش کہتے ہیں۔جس کی پیدائش وایو (ہوا) سے ہے۔ یہ خلط میری بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ یہ تو صدیوں پہلے ہی سے موجود ہے۔

3- اخلاط

اخلاط :- ایسا تر اور سیال ہے۔ جس کی طرف غذا تحلیل ہو کر اولا" آتی ہے۔ یعنی جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ ہضم ہو کر کیلوس اور کیموس کی صورت کے بعد اخلاط کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

تعداد :- اخلاط چار ہیں۔ (1) خون جو گرم تر ہے۔ (2) صفراء جو گرم خشک ہے۔ (3) بلغم جو سرد تر ہے۔ (4) سودا جو سرد خشک ہے۔ (مبادیات طب مصنفہ حکیم انقلابؒ صفحہ نمبر26-27)

(1) **ابن ابی صادق کا قول ہے کہ !:-** اخلاط اس وجہ سے چار ہیں کہ یہ غذاؤں سے بنتے ہیں۔ جو اربعہ عناصر سے مرکب ہیں اور ہر غذا میں ان چاروں عناصر کی ایک نہ ایک قوت (کیفیت) کا غلبہ ضرور ہوتا ہے اور اسی غلبہ کے لحاظ سے ایک نہ ایک خلط پائی جاتی ہے اور چونکہ یہ قوتیں (کیفیات) چار ہیں۔ اس لئے اخلاط کو بھی چار ہی ہونا چاہیے۔ مثلاً کسی غذا میں اجزائے ناریہ کا غلبہ ہے۔ اس سے صفراء پیدا ہوتا ہے یا کسی غذا میں اجزائے ارضیہ کا غلبہ ہے۔ اس سے سودا پیدا ہوتا ہے یا کسی غذا میں اجزائے ہوائیہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس سے خون بنتا ہے اور کسی غذا میں اجزائے مائیہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس سے بلغم پیدا ہوتا ہے۔ (کلیات نفیسی صفحہ نمبر59)

2- انسان درحقیقت عناصر اربعہ سے غذا حاصل کرتا ہے۔ ان غذاؤں میں جو حصہ مائیت کا ہوتا ہے۔ اس سے بلغم تیار ہوتا ہے اور جو حصہ ہوائیت کا ہوتا ہے۔ اس سے خون بنتا ہے اور جو حصہ ناریت کا ہوتا ہے۔ اس سے صفراء بنتا ہے اور جو حصہ ارضیت کا ہوتا ہے اس سے سودا وجود میں آتا ہے۔ (فردوس الحکمت صفحہ نمبر138-139)

3- اخلاط اربعہ (خون - صفراء - بلغم - سودا) دراصل چار عناصر (ہوا - آگ - پانی - مٹی) کے قائمقام ہیں۔ ہوا کی جگہ خون - آگ کی جگہ صفراء - پانی کی

جگہ بلغم اور مٹی کی جگہ سودا ہے۔ ان کے مزاج بھی یکساں ہیں۔ اگر ہوا کا مزاج گرم تر ہے تو خون کا مزاج بھی گرم تر ہے۔ اگر آگ کا مزاج گرم خشک ہے تو یہی مزاج صفراء کا بھی ہے۔ اگر پانی کا مزاج سرد تر ہے تو بلغم کا مزاج بھی سرد تر ہے۔ اسی طرح مٹی کا مزاج سرد خشک ہے۔ تو یہی مزاج سودا بھی رکھتا ہے۔ (مبادیات طب حکیم الطاف احمد اعظمی صفحہ نمبر146)

4- اخلاط بھی ارکان کی طرح چار ہیں۔ اول صفراء مزاج اس کا گرم خشک ہے۔ یہی مزاج آگ کا ہے وہ بھی گرم خشک ہے۔ دوسرے خون مزاج اس کا گرم تر ہے۔ یہی مزاج ہوا کا ہے۔ تیسرے بلغم مزاج اس کا سرد تر ہے۔ یہی مزاج پانی کا ہے۔ چوتھے سودا مزاج اس کا سرد خشک ہے۔ یہی مزاج خاک (مٹی) کا ہے۔ (طب عثمانی صفحہ نمبر30-31)

قارئین مندرجہ بالا چاروں حوالہ جات کلیات طب کی مستند کتابوں سے پیش کئے گئے ہیں۔ ان چاروں حوالہ جات میں خلط سودا کا تعلق رکن مٹی سے قائم کیا گیا ہے اور خون کا تعلق رکن ہوا سے قائم کیا گیا ہے۔ مگر نظریہ مفرد اعضاء میں خلط سودا کا تعلق مٹی کی بجائے ہوا سے قائم کیا گیا ہے۔ جیساکہ علامہ محمد ظفراللہ صاحب مبادیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 17 پر لکھتے ہیں کہ!۔ "ریح (ہوا) ارکان اربعہ میں سے ہے اور سودا اس کی خلط ہے۔ سودا اور ریح دونوں کا تعلق عضلات سے ہے۔" اس سے آگے اسی کتاب کے صفحہ 18 پر لکھتے ہیں۔ کہ "ریح۔ ہوا۔ وات اور سودا ایک ہی چیز کے مختلف مدارج اور نام ہیں۔ ریح اور سودا کو علیحدہ علیحدہ اخلاط قرار دے کر ایک کو محرک طحال اور دوسری کو محرک عضلات قرار دینا دراصل علم طب سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔"

قارئین علامہ محمد ظفراللہ صاحب کی علم طب سے واقفیت کا یہ حال ہے کہ علم طب تو مٹی کا تعلق سودا سے پیدا کر کے اس کا مرکز طحال قرار دیتا ہے اور ہوا کا تعلق

خون سے قائم کر کے اس کا مرکز دل قرار دیتا ہے۔ لیکن علامہ ظفراللہ صاحب اس کے برعکس ہوا کا تعلق خلط سودا سے قائم کر کے اس کا مرکز دل (عضلات) کو قرار دے رہے ہیں۔ گویا ہوا اور مٹی کو ایک ہی شے سمجھ کر ریح اور سودا کو ایک ہی خلط بنا کر اس کا مرکز دل (عضلات) کو قرار دے رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفراللہ صاحب نہ مٹی اور ہوا میں تمیز کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے اخلاط سودا اور ریح میں تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ علم طب میں کس پایہ کے عالم ہیں؟ اس سے آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ نمبر 23-24 پر لکھتے ہیں کہ "اطبائے کرام شروع ہی سے ہوا (ریح) سے سودا کا تعلق قائم کرتے آئے ہیں۔ یہی مجدد طب نے بھی کیا ہے۔ درج ذیل حوالہ جات جب آپ کے زیر مطالعہ آئیں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حکیم انقلاب ؒ کی تحقیقات میں سودا۔ ریاح اور روات ایک ہی مادے کی مختلف حالتیں ہیں۔"

کیا ہم علامہ محمد ظفراللہ صاحب سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کون سے اطبائے کرام ہیں اور طب کی کس کتاب میں وہ شروع ہی سے ہوا (ریح) سے سودا کا تعلق قائم کرتے آئے ہیں۔ جن میں آپ مجدد طب ؒ کو بھی ملوث کر رہے ہیں۔

قارئین ہم نے کلیات طب کی چار مستند کتابوں سے حوالہ جات دیکر ثابت کیا ہے کہ خلط سودا کا تعلق رکن مٹی سے ہے اور اس پر جمہور اطبائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے۔ سوائے نظریہ مفرد اعضاء والوں کے اس لئے یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ ہوا۔ ریح اور سودا ایک ہی چیزیں ہیں۔ جن کا مرکز دل ہے۔ طب میں صفراء کا مرکز جگر۔ بلغم کا مرکز دماغ۔ سودا کا مرکز طحال اور خون کا مرکز دل تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے طب میں سودا کا مرکز دل نہیں ہے بلکہ طب میں سودا کا مرکز طحال ہے۔ جس کو جمہور اطبائے کرام تسلیم کرتے ہیں۔ سودا کا مرکز دل کو تسلیم کرنا طب کے قانون کے خلاف ہے جو بالکل غلط ہے۔ جس کو کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

قارئین سودا کا مرکز دل کو تسلیم کرنا طب میں تین کے نظریہ مفرد اعضاء

والوں کا سب سے بڑا انقلاب ہے ۔ جو طب کے بنیادی قانون کے تحت غلط ثابت ہو گیا ہے ۔ اس لئے طب میں تین اخلاط سودا ۔ صفراء ۔ بلغم یا وات ۔ پت ۔ کف یا ریاح ۔ حرارت ۔ رطوبت کا نظریہ بالکل غلط ہے ۔ اسی طرح ایک محقق حکیم محمد یاسین چاولہ کی کتاب مختصر تشریح قانون مفرد اعضاء کے صفحہ نمبر 53 پر جو غذائی سیال مادوں کی تین اقسام لکھی ہیں وہ بھی غلط ہیں اور اسی طرح ایک دوسرا محقق جناب حکیم محمد یاسین دنیاپوری اپنی کتاب کلیات قانون مفرد اعضاء بار چہارم کے صفحہ 39 اور بار پنجم کے صفحہ 57 پر لکھتے ہیں کہ " دراصل اخلاط صرف تین ہی ہیں ۔ خون تو ان اخلاط (بلغم ۔ صفراء ۔ سودا) کے مرکب کا نام ہے ۔ جیساکہ اطباء متقدمین کا خیال ہے کہ بلغم کا تعلق دماغ و اعصاب کے ساتھ ہے ۔ صفراء کا تعلق جگر و غدد کے ساتھ اور سودا کا تعلق طحال کے ساتھ ہے ۔

قارئین غور فرمائیں کہ یہاں پر سودا کا تعلق طحال کے ساتھ لکھ رہے ہیں جبکہ نظریہ مفرد اعضاء میں سودا کا تعلق دل کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ دوسرے خون کو تین اخلاط (بلغم ۔ صفرا ۔ سودا) سے مرکب لکھ رہے ہیں ۔ لیکن جب یہ احساس ہوا کہ خون تو چار مفرد اعضاء کی غذا بنتا ہے تو اسی کتاب کے ایڈیشن چہارم صفحہ 54 اور ایڈیشن پنجم صفحہ 72 پر یادداشت کے تحت لکھتے ہیں کہ " یہاں اس بات کو ذہن نشین کرلیں اگر خون کو تین اجزاء کا مرکب ہی تسلیم کرلیں تو خون کو تین اعضاء کے لئے غذا مہیا کرنے والا تو مان سکتے ہیں ۔ لیکن خون کو تمام اعضاء کو غذا دینے والا تسلیم نہیں کر سکتے ۔ جبکہ ہم جسم کو چار اقسام کے مادوں سے مرکب مانتے ہیں ۔ اس لئے ہمیں خون میں چار مادے بھی ماننے پڑیں گے ۔ "

قارئین یہ طب کے قانون کی کتاب لکھی جارہی ہے ۔ یا امام دین کا پٹارا کبھی خون میں تین اخلاط اور کبھی چار اخلاط ۔ کبھی سودا کا مرکز طحال اور کبھی سودا کا مرکز دل ۔ کبھی صفراء کو جگر اور کبھی صفراء کو طحال (غدد جاذبہ) کے تحت پیدا کرتے ہیں ۔ اسی طرح کبھی دل (عضلات) کی تحریک سے سودا کی پیدائش اور کبھی دل

(عضلات) کے تحت ریح کی پیدائش اور کبھی دل (عضلات) کی کیمیاوی تحریک سے الحاقی مادہ کی پیدائش بیان کرتے ہیں۔ حکیم انقلابؒ کی وفات کے بعد میں نے ان کے چھوڑے ہوئے خطوط پر اپنی تحقیقات کا آغاز کر دیا اور نظریہ مفرد اعضاء کو اس کی صحیح بنیادوں پر استوار کر کے طب کے قانون اربعہ پر قائم کر دیا مگر حکیم انقلابؒ کے بعد ان کے جانشینوں نے حسد۔ بغض اور تعصب کی بناء پر میری ان تحقیقات کو نظر انداز کر کے ان کے سابقہ نظریہ تین اخلاط اور تین حیاتی اعضاء پر ہی پکا کر دیا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ خون تین اخلاط سے نہیں بلکہ چار اخلاط سے مرکب ہے جو چار اقسام کے مفرد اعضاء کی غذا بنتا ہے تو انہوں نے بلغم۔ صفراء۔ سودا کے ساتھ الحاقی مادہ کا اضافہ فرما کر اسے چوتھی خلط بنا دیا اور اپنی دانست میں نظریہ مفرد اعضاء کی ایک ڈبل غلطی کو درست کر دیا مگر افسوس اس قسم کی غلطی میں وہ خود مبتلا ہو گئے۔

اب الحاقی مادہ کی پیدائش کس حیاتی مفرد عضو کی تحریک کے فعل کا نتیجہ ہے؟ جبکہ وہ فعلی و حیاتی اعضاء صرف تین تسلیم کرتے تھے اور چوتھے مفرد عضو ہڈی رباط و اوتار کو بنیادی اعضاء میں شمار کرتے تھے۔ ان کو فعلی اعضاء میں شمار نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ طب قدیم نے شروع ہی سے ہڈیوں کی غذا سودا کو اور سودا کا مرکز طحال کو تسلیم کر کے طحال کو فعلی عضو تسلیم کر لیا تھا اور چوتھی خلط سودا کی اصلاح و تعمیر کا ذمہ دار قرار دے دیا تھا۔ چونکہ چوتھی خلط ان لوگوں کی مجبوری تھی۔ اس لئے کافی ہیر پھیر کے بعد انہوں نے الحاقی مادہ کو عضلات کے ساتھ نتھی کر دیا کہ عضلاتی اعصابی کیمیاوی تحریک میں الحاقی مادہ پیدا ہوتا ہے۔ یعنی الحاقی مادہ بھی اور سودا بھی عضلاتی اعصابی تحریک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح خود ہی ثابت کر دیا کہ الحاقی مادہ اور سودا ایک ہی چیز ہے۔ جو ہے بھی حقیقت مثلاً بلغم اعصابی مادہ۔ صفراء قشری مادہ خون عضلاتی مادہ اور سودا الحاقی مادہ۔

اب جبکہ سودا اور الحاقی مادہ ایک ہی چیز ہے تو پھر بلغم۔ صفراء۔ سودا کے ساتھ الحاقی مادہ کو علیحدہ اور چوتھی خلط لکھنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ آپ کے پاس

تو باقی صرف وہی "ڈھاک کے تین پات" یعنی تین اخلاط بلغم۔ صفراء اور سودا رہ جاتے ہیں۔ جن کی نہ چار مفرد اعضاء سے تطبیق ہو سکتی ہے نہ چار ارکان اور نہ ہی ان کی چار کیفیات سے تطبیق ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ اب تک سر پھٹک رہے ہیں۔ ابھی تک اپنے نظریے کی بنیاد ہی صحیح نہیں کر سکے کہ "اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔"

جس نظریے کی بنیاد ہی خلط ہو وہ نظریہ قانون کیسے بن سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ میں نے ریح کو خلط بنا دیا ہے۔ طب یونانی ریح کو خلط تسلیم نہیں کرتی۔ مگر ان معنوں میں نہیں کہ ریح سے امراض پیدا نہیں ہوتے بہت سے ریاحی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جب ریح خلط ہی نہیں تو پھر ریاحی امراض کس خلط کے تحت پیدا ہوتے ہیں۔ اصل میں ریح طب یونانی کی خلط کی تعریف تر اور سیال جسم میں نہیں آتی۔ مگر سوائے خون کے تر اور سیال کی یہ تعریف دیگر کسی بھی خلط پر صادق نہیں آتی۔ حیرت کی بات ہے کہ طب یونانی جب چار اخلاط کو چار ارکان سے تطبیق دیتی ہے۔ تو ہوا کو خون کا قائمقام قرار دیتی ہے۔ صرف جس پر خلط کی تعریف صادق آتی ہے۔ مگر ریح کو خلط نہیں مانتی جو خون کا قائمقام ہے۔ بس ثابت ہو گیا کہ خون بلغم۔ صفراء۔ سودا اور ریح سے مرکب ہے۔

ریح ایک باقاعدہ خلط ہے:۔ حقیقت یہ ہے کہ ریح ایک باقاعدہ خلط ہے۔ یہ کوئی نئی خلط نہیں ہے۔ جس کو میں نے بنایا ہے بلکہ صدیوں پہلے ہی سے موجود ہے۔ جس کو طب ایورویدک وات دوش کہتی ہے اور اس کی پیدائش وایو (ہوا) سے تسلیم کرتی ہے۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ ریح ایک خلط ہے اور ہوا اس کا رکن ہے۔ اب علامہ ظفر اللہ صاحب طب کے کس درجہ کے فاضل رہ جاتے ہیں جو رکن اور خلط میں تمیز نہیں کر سکتے اور دو اخلاط ریح اور سودا اور دو ارکان ہوا اور مٹی میں تمیز نہیں کر سکتے۔ سودا کی پیدائش مٹی سے اور ریح (وات) کی پیدائش ہوا سے ہوتی ہے۔ مٹی کو مٹی کی جگہ اور ہوا کو ہوا کی جگہ پر ہی رہنا چاہیے۔ مٹی (سودا) کا تعلق

ہڈی و طحال سے ہے اور ہوا (ریح) کا تعلق دل و عضلات سے ہے - یہی وجہ ہے کہ عضلات کی تحریک میں سودا نہیں بلکہ ریاح بڑھ جاتے ہیں - یہ وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے -

4- اعضاء

اعضاء:- وہ اجسام ہیں جو اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں جیساکہ اخلاط ایسے اجسام ہیں جو ارکان کی ابتدائی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں - (القانون)

یعنی اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں - جن کی ترکیب سے مرکب اعضاء بنتے ہیں - اس لئے مفرد اور مرکب اعضاء کے لحاظ سے اعضاء کی دو اقسام ہیں - (1) مفرد (2) مرکب

مفرد اعضاء چار ہیں:- قانون اربعہ کے تحت مفرد اعضاء چار ہیں -

(1) اعصاب جن کا مرکز دماغ ہے -

(2) عضلات جن کا مرکز دل ہے -

(3) غدد ناقلہ جن کا مرکز جگر ہے -

(4) غدد جاذبہ جن کا مرکز طحال ہے -

جو ہڈیوں کے گوذا کی وساطت سے ہڈیوں - کریوں - رباطات اور اوتار کا بھی مرکز ہے -

اخلاط چار ہیں:- (1) ریح - (2) صفراء - (3) بلغم - (4) سودا -

خون ان چار اخلاط کا مرکب ہے - ریح خون کا جز ہوائیہ ہے - صفراء خون کا جز ناریہ ہے - بلغم خون کا جز مائیہ ہے اور سودا خون کا جز ارضیہ ہے - یہی قول ابن ابی صادق کا ہے - ریح کا مرکز دل ہے - صفراء کا مرکز جگر ہے - بلغم کا مرکز دماغ ہے اور

سودا کا مرکز طحال ہے۔ خون ان چار اخلاط کا مرکب ہے۔ جس کا مرکز دل ہے جو دوران خون کا مرکز ہے۔ ریح کا مزاج بنیادی طور پر خشک صفرا کا گرم بلغم کا تر اور سودا کا سرد ہے۔ جیسے آیورویدک میں وات خشک پت گرم کف تر اور آم سرد ہے۔ خون ان چار اخلاط کا مرکب ہے جس کا مزاج گرم تر ہے۔

یہی مزاج بنیادی طور پر ان چار اخلاط کے چار مفرد اعضاء اور ان کے مراکز دل۔ جگر۔ دماغ اور طحال کا ہے اور یہی چار اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو ان سے یہی چار اقسام کے مفرد اعضاء اور ان کے مراکز بنتے ہیں۔

(1) خلط ریح سے عضلات اور ان کا مرکز دل بنتے ہیں۔

(2) خلط صفراء سے غدد ناقلہ اور ان کا مرکز جگر بنتے ہیں۔

(3) خلط بلغم سے اعصاب اور ان کا مرکز دماغ بنتے ہیں۔

(4) خلط سودا کے نرم مخاطی مادہ سے ہڈیوں کا گودا۔ غشائے مخاطی۔ غدد جاذبہ اور ان کا مرکز طحال بنتے ہیں اور خلط سودا کے سخت الحاقی مادہ سے ہڈیوں۔ کریاں۔ رباطات اور اوتار بنتے ہیں۔

مخاطی مادہ الحاقی مادہ کی ترقی یافتہ صورت اور فعلی مادہ ہے جو ترقی پا کر عضلاتی مادہ۔ قشری مادہ اور اعصابی مادہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب تک الحاقی مادہ ترقی پا کر مخاطی مادہ میں تبدیل نہ ہو۔ عضلاتی مادہ۔ قشری مادہ اور اعصابی مادہ میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہی مخاطی مادہ مادۃ الحیات (پروٹوپلازم) کی ابتدائی شکل ہے جو چار اقسام کے ابتدائی حیاتیاتی مادوں مخاطی مادہ۔ عضلاتی مادہ۔ قشری مادہ اور اعصابی مادہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جن سے چار اقسام کے حیاتی مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ یہی چار اقسام کے حیاتی مفرد اعضاء ان چار اقسام کے حیاتیاتی مادوں (اخلاط) کو پیدا کرتے ہیں اور یہی چار اخلاط ان چار اعضاء کی غذا بنتے ہیں۔

اخلاط اور مفرد اعضاء لازم و ملزوم ہیں۔ اگر جسم میں صفراء کو بڑھا

دیا جائے تو جگر کا فعل تیز ہو جاتا ہے اور اگر جگر کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں صفرا کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر جسم میں سودا کو بڑھا دیا جائے تو طحال کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اور اگر طحال کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں سودا کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر جسم میں ریاح کو بڑھا دیا جائے تو دل کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اور اگر دل کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں ریاح کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر جسم میں بلغم کو بڑھا دیا جائے تو دماغ کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اور اگر دماغ کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں بلغم کی زیادتی ہو جاتی ہے۔

میں نے مندرجہ بالا چار اخلاط سے چار اقسام کے مفرد اعضا کو تطبیق دیکر ثابت کر دیا کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ ان اخلاط اور مفرد اعضاء کے کیفیاتی و خلطی اور کیمیاوی مزاجوں میں ذرا بھر کوئی فرق نہیں ہے۔ جیساکہ میں نے قانون اربعہ کے تحت مفرد اعضاء کے ساتھ ان کی اخلاط۔ ارکان اور کیفیات کی تطبیق دے کر اس کی مثال پیش کی ہے۔

قانون اربعہ

کیفیات	ارکان	اخلاط	مفرد اعضاء
تری	پانی	بلغم	اعصاب (دماغ)
خشکی	ہوا	ریح (خون کی جگہ)	عضلات (دل)
گرمی	آگ	صفراء	غدد ناقلہ (جگر)
سردی	مٹی	سودا	ہڈیاں۔ غدد جاذبہ (طحال)

میں نے یہاں خون کی جگہ ریح اس لئے لکھا ہے کہ خون چار اخلاط (بلغم۔

ریح - صفراء - سودا) سے مرکب ہے - ریح خون کا جز ہوائیہ ہے - صفراء خون کا جز ناریہ - بلغم خون کا جز مائیہ اور سودا خون کا جز ارضیہ ہے - اس کی تائید میں میں نے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی میں حکیم انقلاب کی مندرجہ ذیل چار تطابیق پیش کی تھیں -

(الف) غور کریں کہ طب قدیم چار اخلاط تسلیم کرتی ہے اور ہر خلط اپنا ایک الگ مزاج اور عمل رکھتی ہے اور فرنگی طب چار اقسام کے انسجہ (ٹشوز) بیان کرتی ہے - ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہر قسم کے انسجہ میں طب قدیم کی ایک خلط پائی جاتی ہے اور اس سے وہ غذا اور زندگی حاصل کرتی ہے - تطبیق یوں ہے -

(1) اعصابی انسجہ میں بلغم

(2) عضلاتی انسجہ میں خون

(3) کبدی انسجہ میں صفراء

(4) طحالی انسجہ میں سودا کے محلول پائے جاتے ہیں اور ان کی غذا اور عامل (اریٹنٹ) ہیں - یعنی ان کے عامل (محرک) ہیں - (فرنگی طب غیر علمی اور خلط ہے - مطبوعہ حکیم انقلاب" صفحہ 122)

(ب) 1 - خلط بلغم سے نسیج اعصابی بنتی ہے اور یہی اس کی غذا اور جز وبدن ہے -

2 - خلط خون (سرخی) سے نسیج عضلاتی بنتی ہے اور یہی اس کی غذا اور جز وبدن ہے -

3 - خلط صفراء سے نسیج غدی (قشری) بنتی ہے اور یہی اس کی غذا اور جز و بدن ہے -

4 - خلط سودا سے نسیج الحاقی بنتی ہے اور یہی اس کی غذا اور جز وبدن ہے

گویا اخلاط اور انسجہ لازم وملزوم ہیں - یہ وہ تحقیقات ہیں جن سے کوئی سائنس انکار نہیں کرسکتی -

(تحقیقات المجربات مطبوعہ حکیم انقلابؒ صفحہ 22)

(ج) مفرد اعضاء میں (1)ہڈی وکری (2)اعصاب (3)عضلات اور (4)غدد وغشاء شامل ہیں۔ چونکہ یہ چار اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بھی کل چار اخلاط ہیں۔

(1) خون سے دل و عضلات
(2) بلغم سے دماغ و اعصاب
(3) صفراء سے جگرو گردے اور غشا
(4) سودا سے ہڈی وکری اور رباط و وتر بنتے ہیں۔

(ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ جون 1971ء صفحہ 6)

(د) (1) الحاقی نسیج (کنکٹو ٹشو) ان سے ہڈی۔ رباط اور اوتار جسم کا ڈھانچہ بنا ہے۔ یہ خلط سودا کی پیداوار ہیں۔ اس کی کیفیت و مزاج سرد خشک ہے۔
2- عضلی نسیج (مسکولر ٹشو) ان سے گوشت (عضلات) بنتا ہے یہ خلط خون کی پیداوار ہے۔ اس کی کیفیت و مزاج گرم تر ہے۔
3- غدی نسیج (اپی تھیلئل ٹشو) ان سے جسم کے غدد اور غشا بنتے ہیں۔ یہ خلط صفراء کی پیداوار ہیں۔ اس کی کیفیت و مزاج گرم خشک ہے۔
4- عصبی نسیج (نروز ٹشو) ان سے تمام جسم کے اعصاب بنتے ہیں۔ یہ خلط بلغم کی پیداوار ہے۔ اس کی کیفیات و مزاج سرد تر ہے۔

(تحقیقات المجربات مطبوعہ حکیم انقلاب صفحہ 34-35)

مندرجہ بالا چاروں مصدقہ حوالہ جات میں حکیم انقلابؒ کی طرف سے اخلاط اور مفرد اعضاء میں جو تطبیق پیش کی گئی تھی۔ ان میں نہ کسی تاویل اور سیاق و سباق تلاش کرنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی کسی ہیر پھیر سے تین اعضائے رئیسہ کو ثابت کرنا تھا۔ صرف اور صرف اخلاط اور مفرد اعضاء میں تطبیق دینا تھا۔ اس سے زیادہ

کوئی مطلب نہیں تھا۔ اس کی تصدیق کرنا یا نہ کرنا تھا اصل موضوع سے ہٹ کر تاویلات پیش کرنا نہیں تھا۔ جیساکہ حکیم عبداللطیف دنیاپوری نے سیاق وسباق کے ذریعے ان کو ہوا میں اڑا دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ اتنے ہی قابل تھے تو حکیم انقلابؒ کی ان تطابیق کے متبادل اپنی تطابیق پیش کرتے۔

اسی طرح علامہ محمد ظفراللہ صاحب اپنا پرنالہ وہیں رکھتے ہوئے اپنی کتاب مبادیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 15 پر میرے اعتراض نمبرا کے جواب نمبرا میں لکھتے ہیں۔ "مجدد طب نے نہ قانون اربعہ پیش کیا ہے اور نہ ہی قانون ثلث آپؒ نے تو قانون مفرد اعضاء پیش کیا ہے جو کہ چار ارکان (پانی۔ آگ۔ ہوا۔ مٹی) چار اخلاط (بلغم۔ صفراء۔ سودا۔ خون) پر مبنی ہے۔ (علامہ صاحب یہی تو قانون اربعہ ہے۔ راحت)

یہی طب قدیم کی چار اخلاط ہیں۔ (اور علامہ صاحب آپ نے جو چار اخلاط (بلغم۔ صفراء۔ سودا۔ الحاقی مادہ) پیش کی ہیں وہ کس طب کی چار اخلاط ہیں۔ راحت) اس کی شہادت بھی مجدد طبؒ کے اسی قول سے مل جاتی ہے جو کہ آپ نے "فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے" میں سے نقل کیا ہے۔

(1) اعصابی انسجہ میں بلغم۔ (2) عضلاتی انسجہ میں خون۔ (3) کبدی انسجہ میں صفراء (4) طحالی انسجہ میں سودا۔"

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس قول میں چاروں اخلاط اور چاروں انسجہ کا واضح طور پر ذکر ہے۔ بندہ مجدد طبؒ کی کتب سے اس کے بیسیوں حوالہ جات دکھا سکتا ہے۔ واضح رہے یہ چار ہیں۔ تین نہیں ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہتا رہے کہ مجدد طبؒ ایک خلط ہی غائب کر گئے ہیں تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ خون اخلاط سے مرکب ہے۔ گویا طب یونانی کی ایک خلط خون۔ بلغم۔ صفراء اور سودا سے مرکب ہے۔ اس طرح چاروں اخلاط پوری ہو جاتی ہیں۔

تبصرہ:- علامہ صاحب میں اس سے پہلے بھی تردید کر چکا ہوں کہ میرے جس

پمفلٹ کا جواب آپ دے رہے ہیں - اس میں میرے مخاطب حکیم انقلاب ؒ نہیں بلکہ دنیا پوری مکتبہ فکر ہے - جو ایک تکون بنا کر اس تکونی نظریہ کی جدید تشریح کر رہے ہیں - آپ ہر بار اس کا رخ حکیم انقلاب ؒ کی طرف کیوں موڑ دیتے ہیں - حالانکہ میں اپنی تائید میں ان کے حوالہ جات پیش کر رہا ہوں - یہاں یہ سیاق و سباق نظر کیوں نہیں آتا - آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں تاکہ مجھ سے پیروکاران حکیم انقلاب ؒ بد ظن ہو جائیں -

حکیم انقلاب ؒ کے مندرجہ بالا چاروں حوالہ جات میں مندرجہ ذیل حقائق کی تصدیق کی گئی ہے -

1- خلط سودا کا تعلق طحالی انسجہ اور ہڈیوں - رباطات و اوتار سے ہے - جن کو الحاقی انسجہ کہتے ہیں -

2- خلط خون کا تعلق عضلاتی انسجہ (دل و عضلات) سے ہے -

جس سے میرا یہ موقف ثابت ہو گیا کہ خلط سودا کا تعلق ہڈیوں - غدد جاذبہ (طحال) کے ساتھ ہے - جس کا رکن مٹی اور کیفیت سردی ہے - جو میری طرف سے دی گئی تطبیق کے عین مطابق ہے - دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سودا کا تعلق دل (عضلات) سے نہیں بلکہ طحال (غدد جاذبہ) کے ساتھ ہے اور تیسرے اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خون کی ریح کا تعلق عضلات (دل) سے ہے - جس کا رکن ہوا اور کیفیت خشکی ہے - یہ بھی میری طرف سے دی گئی تطبیق کے عین مطابق ہے -

علامہ محمد ظفر اللہ صاحب کیا آپ حکیم انقلاب ؒ کی ان مصدقہ چار تطابیق کے حقائق کو تسلیم کرتے ہیں کہ سودا کا تعلق ہڈی و طحال سے ہے اور خون (ریح) کا تعلق عضلات و دل سے ہے؟ کیونکہ آپ کے بیان کے مطابق آپ مجدد طب ؒ کی کتب سے اس کے بیسیوں حوالہ جات دکھا سکتے ہیں - اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ نے اپنی طرف سے مجدد طب کے حوالہ سے یہ تطبیق کیوں پیش کی یہ منافقت کیوں؟

کیفیت	رکن	خلط	عضو

تری	پانی	بلغم	اعصاب ودماغ
خشکی	ہوا	سودا	عضلات وقلب
گرمی	آگ	صفراء	غدد وجگر
سردی	مٹی	الحاقی مادہ	ڈھانچہ ہڈی طحال وغیرہ

علامہ صاحب یہ الحاقی مادہ کس خلط کا نام ہے۔ طب کی کس کتاب میں ان چار مسلمہ اخلاط خون۔ صفراء۔ بلغم۔ سودا کے علاوہ بلغم۔ سودا۔ صفراء۔ الحاقی مادہ لکھے ہوئے ہیں۔ یا حکیم انقلاب ؒ کی کس کتاب میں یہ چار اخلاط بلغم، سودا، صفراء الحاقی مادہ ایک ساتھ لکھے ہیں یہ آپ کی خود ساختہ خلط ہے اور تطبیق بھی آپ ہی کی دی ہوئی ہے نہ کہ حکیم انقلاب ؒ کی۔ نیز یہ دنیا پوری اختراع ہے جو ان کی کتابوں میں لکھی جارہی ہے۔ جس کو ہم تسلیم نہیں کرتے اور پچھلے صفحات میں یہ ثابت کرچکے ہیں کہ الحاقی مادہ سوائے خلط سودا کے کوئی دوسری خلط نہیں ہے۔ جس کا تعلق ہڈیوں و طحال سے ہے۔ دل و عضلات کے ساتھ نہیں ہے۔ اسی طرح ہم خلط ریح کو بھی ثابت کرچکے ہیں کہ ریح ایک باقاعدہ خلط ہے۔ جس کو طب آیورویدک وات دوش کہتی ہے اور اس کی پیدائش وایو (ہوا) سے تسلیم کرتی ہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ آپ ریح۔ ہوا۔ وات اور سودا کو ایک ہی چیز کے مختلف نام بھی لکھ رہے ہیں اور پھر بھی سودا کو خلط اور ریح کو خلط ماننے سے انکار کررہے ہیں کہ یہ ریح خلط کی تر اور سیال تعریف میں نہیں آتی۔ عجب ہے سائنس میں ایم۔ ایس سی۔ کرنے کے باوجود بھی آپ گیس کو مائع میں تبدیل ہوجانے سے انکار کررہے ہیں۔ ایسا کیوں؟

آپ میرے ساتھ طب کے قانون کے تحت بات کریں۔ اقوال اور فرمودات کے تحت نہیں جو ایک دوسرے کے متضاد بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً حکیم انقلاب ؒ نے سودا کا مرکز طحال بھی لکھا ہے اور سودا کا مرکز دل بھی لکھا ہے۔ ہردو غدد کا مرکز جگر بھی لکھا ہے اور پھر غدد ناقلہ کا مرکز جگر اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال بھی لکھا ہے۔ اعضائے رئیسہ تین بھی لکھے ہیں اور چار کا بھی ذکر کیا ہے۔ غشائے مخاطی کا

تعلق جگر سے بھی لکھا ہے اور غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے بھی لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مرکز طحال کا سودا اسی غشائے مخاطی کے ذریعے معدہ میں گر کر بھوک لگاتا ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے ان میں ان کا ایک قول صحیح ہے اور دوسرا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے آپ اقوال اور فرمودات سے نہیں بلکہ طب کے قانون مفرد اعضاء کے تحت ثابت کریں کہ خلط سودا کا تعلق دل سے ہے۔ طحال سے نہیں ہے تو پھر بات بنتی ہے کہ "اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔" ورنہ آپ کا نظریہ دھڑام سے نیچے آگرے گا۔ جب آپ ابھی تک اپنے نظریہ کی بنیاد ہی صحیح نہیں کر سکے تو اس سے آگے بات کیا کرنا۔ طب صرف دوا بیچنے کا نام نہیں کہ اتنے مریضوں کا علاج کر لیا ہے۔ بلکہ یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اور کن قوانین کے تحت ہوا؟

1- حکیم انقلاب اپنی کتاب فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے کے صفحہ 103 پر لکھتے ہیں کہ "تیزابیت معدہ سے فرنگی طب انکار نہیں کر سکتی جو غیر ناقلہ غدد سے ترشح پاتی ہے۔" اس سے آگے اسی کتاب کے صفحہ 113 پر لکھتے ہیں کہ "یہاں یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ طب یونانی کے مطابق سودا طحال کے مقام پر جمع ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے فم معدہ پر گرتا ہے۔ جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ فرنگی طب ان سب چیزوں کو تسلیم نہیں کرتی، البتہ یہ ضرور تسلیم کرتی ہے کہ معدہ میں ترشی ضرور گرتی ہے جو ان کی تحقیق کے مطابق معدہ کے اندر کی میوکس ممبرین (غشائے مخاطی) سے ترشح پاتی ہے۔" اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "اگر ترشی غشائے مخاطی سے گرتی ہے اور خون سے ترشح نہیں پاتی تو پھر وہاں کہاں سے آتی ہے اور وہاں کیسے پیدا ہوتی ہے؟ اول تو فرنگی طب کے پاس کوئی جواب نہیں اور کچھ جواب ہو سکتا ہے تو غشائے مخاطی خود ترشی پیدا کرتی ہے۔"

2- حکیم انقلاب اپنی کتاب تحقیقات علاج بالغذا کے صفحہ 201 پر لکھتے

ہیں کہ "منہ سے لیکر آنتوں تک جس قدر بھی رطوبات غذا کے ہضم میں شریک ہوتی ہیں وہ تمام غدد (گلینڈز) سے نہیں بلکہ وہاں کی غشائے مخاطی (میوکس ممبرین) سے تراوش پاتی ہیں جو اپنے اندر تیزابی کیفیات رکھتی ہیں اور ذائقہ ان کا ترش ہوتا ہے اگر یہ رطوبات نہ گریں تو غذا کبھی بھی ہضم نہ ہو۔

تبصرہ:- ان دو حوالوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ غشائے مخاطی کا تعلق طحال (غدد جاذبہ) سے ہے اور جگر (غدد ناقلہ) سے نہیں ہے کیونکہ جگر (غدد ناقلہ) سے صفراوی (کھاری) رطوبات اخراج پاتی ہیں۔ اور طحال (غدد جاذبہ) سے سوداوی (ترش) رطوبات اخراج پاتی ہیں۔

اب ان سب حضرات کو جنہوں نے غشائے مخاطی کا تعلق جگر (غدد ناقلہ) سے ثابت کرنے کے لئے چن چن کر حوالہ جات پیش کر کے مجدد طب ؒ کو فرنگی طب کے ڈاکٹروں کے سامنے جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ ان سب کو ان کے اس کارنامے پر گولڈ میڈل ملنا چاہیے۔ بشیر احمد راں صاحب کو چاہیے کہ وہ ان کو گولڈ میڈل ضرور دیں۔

غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے ہے:- طب کے قانون سے بھی اور ماڈرن اناٹومی سے بھی غشائے مخاطی کا تعلق طحالی انسجہ (انسجہ الحاقی) سے ہے۔ انسجہ قشری سے نہیں ہے۔ طب میں بلغم کا مزاج سرد تر تسلیم کیا گیا ہے اور بلغم مخاطی اس کی ایک قسم ہے جو خام بلغم ہے۔ جس کا مزہ پھیکا اور مزاج سرد ہے۔ بقول حکیم انقلاب ؒ سودا غلیظ بلغم کا نام ہے۔ جو سردی سے گاڑھا اور غلیظ ہو کر سودا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس کا تعلق طحال سے ہے۔ جس کا مزاج سرد ہے۔ اس میں گرمی نام کو نہیں ہے۔ اس کا تعلق جگر (انسجہ قشری) سے کیسے ہو سکتا ہے۔ قشری بافت کا انگریزی میں ترجمہ ایپی تھیلیل ٹشو اور مخاطی بافت کا میوکس ٹشو ہوتا ہے۔ مخاطی بافت کا ترجمہ ایپی تھیلیل ٹشو نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر بارنز اور نوبل نے بھی اپنی اٹلس آف

اناٹومی میں الحاقی بافت کی حسب ذیل چا اقسام گنائی ہیں۔

(1) مخاطی بافت (Mucous Tissue)

(2) لیفی بافت (Fibrous Tissue)

(3) شبکی بافت (ReticularTissue)

(4) شحمی بافت (Adipose Tissue)

گہری الحاقی بافت میں کری اور ہڈی شامل ہے۔

(ماخوذ اناٹومی اینڈ فزیالوجی کامیاب بک ڈپو لاہور)

ثابت ہو گیا کہ غشائے مخاطی کا تعلق جگر سے نہیں بلکہ طحال سے ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ غشا مرکب عضو ہے۔ جس میں قشری و مخاطی ریشوں کے علاوہ اعصاب بھی ہوتے ہیں۔ غشائے قشری کا تعلق باہر سے ہے جیسے جلد اور غشائے مخاطی کا تعلق اندر سے ہے۔ غشائے قشری کا تعلق زیادہ تر جگر اور نالیدار غدد کے ساتھ ہے اور غشائے مخاطی کا تعلق زیادہ تر طحال اور غدد جاذبہ کے ساتھ ہے۔ غشائے مخاطی میں ہر دو غدد (غدد ناقلہ و غدد جاذبہ) کے افعال پائے جاتے ہیں۔ جس سے اکثر مغالطہ ہو جاتا ہے۔

اعضائے رئیسہ

اعضائے رئیسہ:- ایسے اعضاء ہیں جو بدن انسانی کی ضروری قوتوں کے مبداء اور اصل ہوتے ہیں۔ (القانون) رئیس کے معنی سردار۔ پیش رو یا مرکزی عضو کے ہیں۔ جس کے تحت بدن کے اعضاء کام کرتے ہیں۔ حکومت بدن کے بڑے بڑے کام اور اہم خدمات ان اعضاء کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یعنی یہ مملکت بدن کے سردار ہیں۔ اس لئے ان کو رئیس کہا گیا ہے۔ حکیم انقلاب اپنی کتاب علاج بالغذا کے صفحہ نمبر 73 پر لکھتے ہیں!

"جسم انسان کو ہم نے اعضائے رئیسہ یا دوسرے الفاظ میں انسجہ (ٹشوز) میں تقسیم کر دیا ہے۔ جن کے مراکز یہی اعضائے رئیسہ دل، دماغ اور جگر ہیں جیساکہ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ تمام انسجہ تمام جسم میں اس طرح اوپر تلے پھیلے ہوئے ہیں کہ جسم کا کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر صرف ایک یا دو اقسام کے انسجہ ہوں یا ان کا آپس میں تعلق نہ ہو۔ اس لئے امراض کی صورت میں تینوں اقسام کے حیاتی انسجہ متاثر ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی صورتیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ جیساکہ لکھا جا چکا ہے۔ ہر عضو کی زیادہ سے زیادہ تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (1) تحریک (2) تحلیل۔ (3) تسکین۔ جب کسی میں ایک حالت پائی جاتی ہے تو باقی دو دوسرے اعضائے مفرد (انسجہ۔ ٹشوز) میں پائی جاتی ہیں۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ دوران خون کی گردش ہی قدرت نے فطری طور پر ایسی بنائی ہے۔ اگر معالج دوران خون کی گردش کو پورے طور پر ذہن نشین کر لے تو امراض کی ماہیت کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

دوران خون اور نظریہ مفرد اعضاء:- نظریہ مفرد اعصاء کے تحت دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے۔ پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے۔ تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات (غدد جاذبہ) کے ذریعے جو طحال کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل (عضلات) کے فعل کو تیز کرتا ہے اور جو خون غدد سے چھننے سے رہ جاتا ہے۔ وہ بھی وریدوں کے ذریعے واپس قلب میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

طب قدیم کی حقیقت کی تصدیق:- یہاں پر سمجھنے والی بات وہ حقیقت ہے جو طب قدیم نے ہزاروں سال قبل لکھی ہے کہ دوران خون میں جب تک جگر (غدد ناقلہ) سے نہ گزرے وہ جسم میں نہیں پھیلتا۔ یا ترشح نہیں پاتا۔ اسی طرح ترشح پانے

کے بعد جب بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیاوی طور پر تبدیلی حاصل نہ کریں۔ یعنی ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتیں اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں۔ صرف سمجھانے کے لئے دل و جگر اور دماغ و طحال کے اعضاء کے نام لکھے گئے ہیں۔ ورنہ جسم میں ہر جگہ عضلات و غدد ناقلہ اور اعصاب و غدد جاذبہ اپنے علاقہ اور حدود میں وہی کام انجام دے رہے ہیں۔ جو (انکے) اعضائے رئیسہ ادا کر رہے ہیں۔ خون اور دوران خون کی ان چار تبدیلیوں کو طب قدیم میں خون و صفراء اور بلغم و سودا کے نام دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں یہ کیمیاوی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ انہی جگہوں کو ان کا مقام قرار دیا گیا ہے۔ خون کا مقام دل۔ صفراء کا مقام جگر۔ بلغم کا مقام دماغ اور سودا کا مقام طحال۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ باقی جسم میں یہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہر جگہ جسم میں تمام انسجہ (ٹشوز) دل۔ دماغ۔ جگر و طحال کے کام انجام دے رہے ہیں۔ دلیل و تصدیق اور ثبوت کے طور پر ہم ان اعضاء کا مزاج پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں ہر دو رطوبات کیمیاوی تبدیلیاں حاصل کرتی ہیں۔ دونوں کے کیفیاتی و خلطی اور کیمیاوی مزاجوں میں ذرہ بھر کوئی فرق نہیں ہے۔ کیا فرنگی طب اندھی ہے۔ اگر اس کے سائنس دان نہیں سمجھ سکتے تو ہم ان کو سمجھانے کا چیلنج کرتے ہیں۔

اب میں حکیم انقلابؒ سے یہ کہتا ہوں کہ فرنگی طب تو اندھی نہیں رہ سکے گی۔ جب وہ آپ کے ان حقائق کو سمجھ لے گی۔ مگر آپ کے شاگردان کرام ضرور اندھے ہو چکے ہیں۔ جو ان حقائق سے چار اعضائے رئیسہ کو نہیں سمجھ سکتے اور سیاق و سباق کا سہارا لے کر مختلف اقسام کی تاویلیں کرتے ہیں۔ غور فرمائیں حکیم انقلابؒ جسم انسان کی تقسیم پہلے تین اعضائے رئیسہ کے تحت بیان کرنے کے بعد پھر اس کی تفصیل چار مرکزی اعضا کے تحت بیان کر رہے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے اگر اعضائے رئیسہ تین مرکزی اعضاء دل۔ جگر۔ دماغ ہی تھے تو پھر چار مرکزی اعضاء دل۔ جگر۔ دماغ۔ طحال لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا تین مرکزی اعضاء دل۔ جگر۔ دماغ سے

کام نہیں چل سکتا تھا۔ ہرگز نہیں کیونکہ غدد ناقلہ کا مرکز جگر اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال تھا اور بغیر طحال کے جسم انسان کی تقسیم مکمل نہیں ہو سکتی تھی اور نہ ہی دوران خون مکمل ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہیں چار مرکزی اعضاء دل۔ جگر۔ دماغ اور طحال لکھنے کی ضرورت پڑی جو مملکت بدن کے سردار ہیں۔ اس لئے انہیں اعضائے رئیسہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے جسم انسان کو اس کے ایک حیوانی خلیہ سے لے کر اس کے عضو رئیس تک چار اقسام کے مفرد اعضاء میں تقسیم کر دیا ہے۔ جن کے مراکز (اعضائے رئیسہ) دل۔ دماغ۔ جگر۔ طحال ہیں۔ جو جسم انسان میں چار کیفیات۔ چار ارکان۔ چار مزاج۔ چار اخلاط۔ چار مفرد اعضاء۔ چار ارواح۔ چار قویٰ اور چار افعال کے مراکز ہیں۔ جن کو طب میں امور طبیعہ کہتے ہیں۔ جن پر جسم انسان کی بنیاد قائم ہے۔ امور طبیعہ کی بنیاد چار کیفیات پر ہے۔ جن کے تحت ارکان۔ مزاج۔ اخلاط۔ اعضاء۔ ارواح۔ قویٰ اور افعال چار میں تقسیم ہیں۔ طب میں انہی چار کیفیات کے تحت چار ارکان۔ چار مزاج۔ چار اخلاط۔ چار اعضاء۔ چار ارواح۔ چار قویٰ اور چار افعال کا قانون اربعہ قائم ہے۔ جس کے دعویدار ہم ہیں۔

اگرچہ بظاہر دل و دماغ اور جگر و طحال جسم انسان میں بالکل الگ الگ اور ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہیں لیکن ان پر ایک دوسرے کے پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعے یہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً اگرچہ دل کا جسم تو عضلاتی ہے مگر اس پر ایک پردہ مخاطی ہے۔ جس کا تعلق طحال سے ہے اور دوسرا پردہ قشری ہے۔ جس کا تعلق جگر سے ہے۔ اسی طرح جگر کا جسم تو قشری ہے۔ مگر اس پر ایک پردہ عضلاتی ہے۔ جس کا تعلق دل سے ہے۔ اور دوسرا پردہ اعصابی ہے جس کا تعلق دماغ سے ہے۔ اسی طرح دماغ کا جسم تو اعصابی ہے۔ مگر اس پر ایک پردہ قشری ہے۔ جس کا تعلق جگر سے ہے اور دوسرا پردہ مخاطی ہے۔ جس کا تعلق طحال سے ہے۔ بالکل اسی طرح طحال کا جسم تو مخاطی ہے مگر اس پر ایک پردہ اعصابی ہے جس کا تعلق دماغ سے ہے اور دوسرا پردہ عضلاتی ہے۔ جس کا تعلق دل سے

ہے۔ انہیں پردوں کے ذریعے دوران خون اور تحریکات ایک سے دوسرے میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور انہی پردوں کے باہمی تعلق سے مفرد اعضاء کے باہمی تعلق کی آٹھ صورتیں بنتی ہیں۔ مثلاً بنیادی طور پر ان اعضاء کا مزاج اعصابی تر۔ قشری گرم۔ عضلاتی خشک اور مخاطی سرد ہوتا ہے۔ جیسا کہ حکیم انقلاب" فرماتے ہیں کہ "ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ہر کیفیت کسی نہ کسی عضو سے متعلق ہے۔ یعنی گرمی کا تعلق غدد سے تری کا اعصاب سے اور خشکی کا تعلق عضلات سے ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے (1) عضلاتی مخاطی خشک سرد (2) عضلاتی قشری خشک گرم (3) قشری عضلاتی (گرم خشک) (4) قشری اعصابی (گرم تر) (5) اعصابی قشری (تر گرم) (6) اعصابی مخاطی (تر سرد) (7) مخاطی اعصابی (سرد تر) (8) مخاطی عضلاتی (سرد خشک)

طب یونانی بھی ان آٹھ مزاج کو تسلیم کرتی ہے جو طب کا قانون ہے۔ اب رہی مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں اور انکے چھ مزاج تو یہ طب کے قانون کے مطابق نہیں کیونکہ ان میں (1) اعصابی غدی (تر گرم) (2) غدی اعصابی (گرم تر) (3) غدی عضلاتی (گرم خشک) (4) عضلاتی غدی (خشک گرم) تو بالکل صحیح ہیں لیکن (5) اعصابی عضلاتی کا تعلق تر خشک اور عضلاتی اعصابی کا تعلق خشک تر بنتا ہے۔ ہر دو تعلق اور ان کے مزاج قانوناً غلط ہیں۔ خواہ اس کی کوئی لاکھ تاویلیں کرتا پھرے۔ علامہ محمد ظفر اللہ صاحب مبادیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 75 پر لکھتے ہیں۔

"اعصاب کا مزاج تر سرد عضلات کا مزاج خشک سرد اب دونوں مفرد اعضاء میں سردی باہم مشترک ہے۔" علامہ صاحب کے اس اصول کے مطابق اعصابی غدی تر گرم غدی اعصابی گرم تر ان میں دونوں ہی کیفیات قدرے مشترک کی حامل ہیں۔

غدی عضلاتی گرم خشک عضلاتی غدی خشک گرم ان میں بھی دونوں ہی کیفیات قدرے مشترک کی حامل ہیں۔ تو پھر اعصابی عضلاتی تر سرد اور عضلاتی

اعصابی خشک سرد میں دونوں ہی کیفیات قدرے مشترک کی حامل کیوں نہیں ہیں۔ پھر ایک ہی کیفیت سردی ہی کیوں؟ اس کے لئے الگ قانون کیوں وضع کیا گیا۔ جبکہ اعصابی عضلاتی تر خشک اور عضلاتی اعصابی خشک تر بنتا ہے۔ جو کہ اصولاً غلط ہے کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے کوئی مزاج گرم سرد و سرد گرم اور تر خشک اور خشک تر نہیں ہو سکتا ہے۔ جیساکہ حکیم انقلاب کا قول ہے کہ "کیا دو متضاد چیزیں ایک ہو سکتی ہیں۔ کیا دن رات۔ روشنی و اندھیرا اور گرم و سرد اور تر و خشک برابر ہو سکتی ہیں۔" ہر چیز اپنی ضد سے پہنچاتی جاتی ہے۔

طحال کے متعلق حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی کا حوالہ :- یہ حوالہ حکیم محمد شریف چشتی اور حکیم شبیر احمد راں نے ان کی اناٹومی فزیالوجی اور مخزن الحکمت سے دیا ہے کہ "اگر کسی آدمی یا حیوان کے جسم میں تلی کو نکال دیا جائے تو اس کی صحت پر کچھ مضر اثر نہیں پڑتا۔ سوائے اس کے کہ خون کے سرخ و سفید دانوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ ہم اسی مصنف کی اس کے بعد والی کتاب مخزن الجواہر صفحہ 531 کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

طبی نوٹ :- متقدمین اطباء و حکماء یونان بالخصوص ارسطو اور اس کے مقلدین طحال کو ایک بیکار عضو خیال کرتے تھے۔ بلکہ اس کے عدم کو اس کے وجود پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ طحال کے متعلق یہ خیال عرصہ تک قائم رہا۔ لیکن بمقتضائے (فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ چونکہ قدرت کا ہر ایک ذرہ کسی نہ کسی فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ خیال زیادہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا اور بالآخر جالینوس کی حقیقت شناس طبیعت نے تلی کو بدن کا ایک کار آمد جزو قرار دیا اور اس کے فوائد و منافع کا اظہار کیا۔

طحال کی جسم انسان میں اہمیت :- ڈاکٹر بارکرفت نے اس کا تجربہ دو حیوانوں پر کیا۔ جن میں سے ایک کے طحال کو نکالنے کے بعد ان دونوں حیوانوں کے قریب پتھر کا کوئلہ جلا دیا گیا۔ جس کی کاربن مونو آکسائیڈ گیس سے وہ جانور ہلاک ہو

گیا۔ جس کا طحال نکال دیا گیا اور دوسرے جانور پر کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔
(ماہنامہ مجلہ طبیہ لاہور ماہ اکتوبر 1984ء)

ہارورڈ یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان سی نارمن نے ایک جانور (کتے) کے جریان خون کا علاج فیکٹر ایٹ کے انجیکشن سے کیا یہ دوائی معمول کے طور پر تلی سے تیار کی جاتی ہے۔ (رسالہ فاریسی نیوز انڈیا جولائی 1968ء) اسی خبر کو روزنامہ جنگ نے 2 نومبر 1984ء کو مزید تحقیق و ریسرچ کے ساتھ شائع کیا۔

اسی طرح کی ایک اور خبر میں مریض کی تلی نکال کر دوسری صحت مند تلی لگائی جاتی ہے۔ کیونکہ بتایا جاتا ہے کہ تلی کی خرابی ہی سے جریان خون کی بیماری ہوتی ہے۔ (یہ بات قابل غور ہے کہ جب تلی بیکار ہو گئی اور اس کو نکال دیا گیا تو پھر دوسری صحت مند تلی لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ (راحت)

طحال کے نکال دینے سے انسان کیوں نہیں مرتا:۔ حقیقت یہ ہے کہ سوائے طحال کے باقی تین اعضاء زندگی لینے والوں میں سے ہیں جنہیں جسم سے نکال دینے سے انسان مرجاتا ہے۔ صرف طحال ہی ایک ایسا عضو ہے جو زندگی دینے والوں میں سے ہے کیونکہ زندگی کی ابتداء اسی کے مادہ سے ہوتی ہے اور یہ اپنے بعد بھی اپنا قائمقام ہڈیوں کا گودا چھوڑ جاتا ہے جو طحال کا کام کرتا رہتا ہے۔ جس سے انسان مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔ میڈیکل سائنس نے ثابت کیا ہے کہ طحال کی عدم موجودگی میں ہڈیوں کا گودا اسکا کام کرتا ہے اور ہڈیوں کے گودے کی خرابی میں اس کا کام طحال کرتا ہے۔ کیونکہ دونوں کی بناوٹ ایک ہی قسم کے مادہ سے ہے۔ جو ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں ایک دوسرے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

اگر اب بھی علامہ صاحب کو جسم انسان میں طحال کی اہمیت سے انکار ہے اور وہ اس کو اعضائے رئیسہ میں شمار نہیں کرتے تو کم از کم طحال کے افعال کی اہمیت و شرافت کے لحاظ سے اسے اعضائے شریفہ میں تو شمار کریں جو اعضائے رئیسہ کے

قریب قریب مرتبہ رکھتے ہیں اور ان کے بعد شمار ہوتے ہیں۔ جن پر اطبائے متقدمین اور حکیم انقلاب ؒ کا بھی اتفاق ہے۔ مگر طحال کا اعضائے شریفہ میں شمار کرنا تو درکنار اسے عام اعضاء میں بھی شمار نہیں کیا جا رہا۔ دیکھ لیجئے تشریح اعضائے انسان میں طحال کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔

قارئین میرے اعتراضات کو بار بار پڑھ کر دیکھ لیں ان میں سے
کسی ایک کا بھی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔

5- ارواح

ارواح:- وہ لطیف بخارات ہیں جو اخلاط کے لطیف حصے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے اعضاء جو اخلاط کے کثیف حصے سے پیدا ہوتے ہیں۔ (القانون)

طب میں اخلاط کل چار ہیں۔ اس لئے ان کے ارواح بھی چار ہیں۔ ظاہر ہے کہ چار اخلاط کے لطیف حصے سے چار ہی اقسام کے ارواح پیدا ہونگے نہ کہ تین اگر چوتھی روح طب یونانی نے نہیں بنائی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ وہ اپنے قانون کی خود ہی نفی کرتی ہے۔ میں نے طب کے قانون کے مطابق حسب ذیل چار ارواح لکھے ہیں۔

1- روح حیوانی جو خلط ریح کی لطافت سے پیدا ہوتی ہے اس کا مقام دل ہے۔
2- روح طبعی جو خلط صفراء کی لطافت سے پیدا ہوتی ہے اس کا مقام جگر ہے۔
3- روح نفسانی جو خلط بلغم کی لطافت سے پیدا ہوتی ہے اس کا مقام جگر ہے۔
4- روح نباتی جو خلط سودا کی لطافت سے پیدا ہوتی ہے اس کا مقام طحال ہے۔

6- قویٰ

قویٰ :- نفس انسانی کی وہ قوتیں ہیں جو ارواح کے ساتھ قائم ہیں - (القانون)
چونکہ یہ قوتیں ارواح کے ساتھ قائم ہیں اس لئے ارواح کی طرح قویٰ کی بھی چار اقسام ہیں -

1- قوت حیوانی جس کا مرکز دل ہے -
2- قوت طبعی جس کا مرکز جگر ہے -
3- قوت نفسانی جس کا مرکز دماغ ہے -
4- قوت نباتی جس کا مرکز طحال ہے - نفس نباتی جو رحم کے اندر منی کو سب سے پہلے قدرتاً عطا کیا جاتا ہے اور جو منی کے مزاج کی حفاظت کا کام کرتا ہے اور جس سے دوسرے افعال نباتیہ سرزد ہوتے ہیں -

(کلیات نفیسی صفحہ 113)

"کیونکہ انسان میں حیوان اور نباتات کی پوری قوتیں موجود ہیں اور کمالات عقلی اور احوال قدسی ان قویٰ پر مزید ہیں -" (حکمت الاشراق صفحہ 88)

7- افعال

افعال :- افعال جمع فعل کی ہے - فعل وہ عمل ہے جو کسی عضو کی قوت سے سرزد ہو اور سکون سے حرکت میں آجائے - (مبادیات طب) مفرد اور مرکب اعضاء کے لحاظ سے افعال کی دو اقسام ہیں (1) مفرد - (2) مرکب -

مفرد افعال مفرد قویٰ سے مفرد اعضاء کے ذریعے انجام پاتے ہیں اور مرکب افعال مرکب قویٰ سے مرکب اعضاء کے ذریعے انجام پاتے ہیں - افعال مفرد جیسے

جذب - امساک - ہضم - دفع اور مرکب افعال جیسے ہضم غذا وغیرہ - جاننا چاہیے کہ مفرد اعضاء (اعصاب - عضلات اور غدد) کے افعال مفرد قویٰ (ماسکہ - ہاضمہ - جاذبہ - دافعہ) کے تحت ہیں - (1) قوت ماسکہ کا تعلق عضلات سے ہے - (2) قوت ہاضمہ کا تعلق غدد ناقلہ سے ہے - (3) قوت جاذبہ کا تعلق غدد جاذبہ سے ہے - اور قوت دافعہ کا تعلق اعصاب سے ہے -

(1) جب قوت ماسکہ میں شدت ہوتی ہے جو خون کی سرخی (ریح) سے پیدا ہوتی ہے تو عضلات کے فعل میں تیزی ہو جاتی ہے -

2- جب قوت ہاضمہ کے فعل میں شدت ہوتی ہے جو صفراء سے پیدا ہوتی ہے تو غدد ناقلہ کے فعل میں تیزی ہو جاتی ہے -

3- جب قوت جاذبہ کے فعل میں شدت ہوتی ہے جو سودا سے ہوتی ہے تو غدد جاذبہ کے فعل میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے -

4- جب قوت دافعہ کے فعل میں شدت ہوتی ہے جو بلغم سے پیدا ہوتی ہے تو اعصاب کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے - (تحقیقات المجربات صفحہ 113)

ان چار قویٰ کی خدمت چار کیفیات (خشکی - گرمی - سردی - تری) کرتی ہیں - اس لئے

1- خشکی سے مفرد عضو میں تحریک پیدا ہوتی ہے -

2- گرمی سے مفرد عضو میں تحلیل پیدا ہوتی ہے -

3- تری سے مفرد عضو میں تسکین پیدا ہوتی ہے -

4- سردی سے مفرد عضو میں تخدیر پیدا ہوتی ہے -

اگر یہ چاروں افعال اپنے اعتدال پر رہیں تو طبعی افعال اگر اعتدال پر نہ رہیں تو غیر طبعی افعال کہلاتے ہیں - ہر مفرد عضو اسی مادہ سے بنا ہوا ہے جو وہ خود پیدا کرتا ہے - اس لئے جن اخلاط سے جو مفرد اعضاء بنتے ہیں اگر انہیں اعضاء کے افعال میں تیزی پیدا کر دی جائے تو جسم میں وہی اخلاط بننے لگتے ہیں اور اگر انہی اخلاط کو جسم

میں بڑھا دیا جائے تو انہی متعلقہ اعضاء کے افعال میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔

مثلاً اگر جگر کے فعل میں تیزی پیدا کر دی جائے تو جسم میں صفراء کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور اگر جسم میں صفراء کو بڑھا دیا جائے تو جگر کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر طحال کے فعل میں تیزی پیدا کر دی جائے تو جسم میں سودا کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور اگر جسم میں سودا کو بڑھا دیا جائے تو طحال کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔ یہی صورت دیگر اعضاء دماغ و دل کے افعال میں تیزی پیدا کرنے سے جسم میں بلغم اور ریاح کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور جب جسم میں بلغم اور ریاح کو بڑھا دیا جائے تو دماغ اور دل کے افعال میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رنگت چہرہ و جسم میں (1) سرخ رنگ خون کے جوش (ریاح) اور دل و عضلات کے افعال کی تیزی پر دلالت کرتا ہے۔ (2) زرد رنگ صفراء کی زیادتی اور جگر و غدد ناقلہ کے افعال میں تیزی کو ظاہر کرتا ہے۔ (3) سفید رنگ بلغم کی کثرت اور دماغ و اعصاب کے افعال میں شدت کو بیان کرتا ہے۔ (4) اسی طرح سیاہ رنگ سوداویت اور طحال و غدد جاذبہ کے افعال و اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ (ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ مئی 1971ء صفحہ 5)

یاد رہے کہ ہر تحریک کا اثر (نتیجہ) دل ہی میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً

1- دل عضلات کے فعل میں تحریک سے تحریک دل ہی میں پیدا ہوتی ہے۔
2- دماغ (اعصاب) کے فعل میں تحریک سے تسکین دل میں پیدا ہوتی ہے۔
3- جگر (غدد ناقلہ) کے فعل میں تحریک سے تحلیل دل میں پیدا ہوتی ہے۔
4- طحال (غدد جاذبہ) کے فعل میں تحریک سے تخدیر دل میں پیدا ہوتی ہے۔

تخدیر:- قانون فطرت ہے کہ تری سردی میں، سردی خشکی میں، خشکی گرمی میں، گرمی تری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فطرت میں موسم برسات کی تری موسم سرما کی سردی میں موسم سرما کی سردی موسم خزاں کی خشکی میں، موسم خزاں کی خشکی موسم گرما کی گرمی میں اور موسم گرما کی گرمی موسم برسات کی تری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح کیا جب موسم سرما آتا ہے تو اس کی سردی کی شدت سے سب

لوگ مرجاتے ہیں وہی جن میں سردی برداشت کرنے کی قوت نہیں ہوتی۔ خود فطرت اس کا مقابلہ قانون بالضد کے تحت سردی کا مقابلہ گرمی سے کرتی ہے چنانچہ قانون مفرد اعضاء کے تحت موسم سرما میں جب جسم کے باہر اعصاب پر سردی (تخدیر) محسوس ہوتی ہے تو فطرت اس کے بالمقابل جسم میں دل کے اندر گرمی (تحلیل) پیدا کردیتی ہے جو باہر کی سردی کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس لئے دل کی تخدیر سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تخدیر کا استعمال اس کی ضرورت اور اعتدال سے کریں۔ یعنی علاج بالضد کی صورت میں جہاں تحلیل ہوتی ہے وہاں تخدیر پیدا کریں اور اگر آپ نے تسکین والی جگہ پر ہی تخدیر کرنی ہے تو پھر آپ چوتھے درجے کی مخدر ادویات افیون، دھتورہ، بھنگ، اجوائن خراسانی، میٹھا تیلیہ، وغیرہ ہی کیوں استعمال کریں؟ پہلے دوسرے اور تیسرے درجہ کی ادویات بھی دیں۔ جو عضو میں تبرید، تقویت اور سکیڑو انقباض سے نچوڑ کی صورت پیدا کرکے تسکین والے عضو سے رطوبات کو خارج کردیتی ہیں۔ وہاں آپ چوتھے درجے کی مخدرات سے اس حد تک سردی سے تخدیر کیوں پیدا کریں۔ جس سے یہ اعضاء دل ودماغ اور جگرو طحال سن ہوجائیں۔ جیساکہ آپ ان اعضاء میں انتہائی گرمی سے اس حد تک تحلیل پیدا نہیں کرتے کہ جس سے یہ اعضاء دل ودماغ اور جگرو طحال گھلنا اور کھرنا شروع ہوجائیں یا انتہائی خشکی سے ان اعضاء میں اس حد تک تحریک نہیں پیدا کرتے جس سے یہ اعضاء دل ودماغ اور جگرو طحال پھٹ جائیں یا انتہائی تری سے ان اعضاء میں اس حد تک رطوبات سے تسکین نہیں پیدا کردیتے کہ جس سے یہ اعضاء دل ودماغ اور جگرو طحال رطوبات کی زیادتی سے ڈوب جائیں تو پھر آپ ان اعضاء مین تخدیر کو انتہاء پر کیوں لے جاتے ہیں؟ حکمت اندھے پن کا تو نام نہیں عقلمندی اور دانائی کا نام ہے۔ اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوگیا کہ

ا۔ صرف تخدیر ہی غیر طبعی فعل نہیں بلکہ تحریک، تحلیل اور تسکین بھی اپنے اعتدال پر نہ رہنے سے غیر طبعی فعل بن جاتے ہیں۔ اگر بقول آپ کے

تسکین سے تبرید اور تبرید کی انتہا تخدیر ہے تو پھر تحریک یعنی حرکت سے حرارت اور حرارت کی انتہاء بھی تحلیل ہے تو پھر تحریک اور تسکین دو فعل ہی کافی ہیں - تیسرا تحلیل اور چوتھا تخدیر بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

2- اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ طحال عضو رئیس ہے یا عضو شریف کیونکہ بقول متقدمین عضو شریف بھی اپنے افعال کی اہمیت و شرافت کے لحاظ سے عضو رئیس کے قریب قریب ہی ہوتا ہے -

3- حیاتی و فعلی اعضائے رئیسہ تین نہیں بلکہ چار ہی ہیں - دل - جگر- دماغ - طحال جن کے افعال سے چار اخلاط پیدا ہوتے ہیں جو چار اقسام کے مفرد اعضاء کی غذا بنتے ہیں جیساکہ حکیم انقلاب "تحقیقات سوزش واورام کے صفحہ 183 پر لکھتے ہیں کہ ہر مفرد عضو اسی مادہ (خلط) سے بنا ہوا ہے جو وہ خود پیدا کرتا ہے اور یہی اس کی غذا و جزو بدن ہے جیساکہ انہوں نے تحقیقات المجربات کے صفحہ 22 پر لکھا ہے - اس سے ثابت ہوگیا کہ طحال (غدد جاذبہ) خلط سودا سے نہ صرف بنتے ہیں بلکہ اس کو پیدا بھی کرتے ہیں - اور یہی سودا ان کی غذا اور جزو بدن ہے بلکہ ہڈیوں جیسے سرد خشک اعضاء کی غذا بھی بنتا ہے - اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ سودا اور ترشی تیار تو غدد جاذبہ میں ہوتی ہے مگر یہ مخدر نہیں بلکہ محرک عضلات و قلب ہے - (مبادیات قانون مفرد اعضاء صفحہ 97)

علامہ صاحب اب سودا مخدر سے محرک کیسے بن گیا - سودا محرک طحال (غدد جاذبہ) ہے محرک عضلات و قلب نہیں ہے - یہ بھی غلط ہے کہ سودا طحال (غدد جاذبہ) میں پیدا ہوکر دل (عضلات) کی غذا بنتا ہے کیونکہ ہر عضو اپنی غذا خود پیدا کرتا ہے - علامہ صاحب آپ تو لکھتے ہیں کہ اعضائے مروسہ کو غذا اعضائے رئیسہ سے ملتی ہے اور یہاں آپ کے بقول اعضائے مروسہ غذا پیدا کرکے عضو رئیس قلب کو دے

رہے ہیں۔ ایسا کیوں؟

4- غشائے مخاطی کا تعلق طحال ہی سے ہے اور اسی کے ذریعے طحال کا سودا معدہ میں گر کر بھوک لگاتا ہے۔

5- غشائے مخاطی کو تحریک اگر سرد خشک ادویہ سے دیں گے تو ان سے طحال (غدد جاذبہ) ہی متحرک ہونگے نہ کہ جگر (غدد ناقلہ) جن میں تحریک گرم خشک ادویہ سے ہوتی ہے۔

6- سودا کو آپ مخدر بھی کہتے ہیں اور محرک عضلات (دل) بھی۔ پھر اسی مخدر مادے سے دل میں تحریک کیسے پیدا ہوتی ہے۔ آپ کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ سودا سے تحریک کس عضو میں ہوتی ہے جس کے نتیجے میں تخدیر کس عضو میں ہوتی ہے۔ جملہ اخلاط میں سب سے زیادہ سرد خلط سودا ہے جس کے دونوں مزاجوں سرد تر اور سرد خشک میں انتہائی سردی ہے یہ غلط ہے کہ بلغم سرد تر ہے بلکہ تر سرد ہے اور سردی کی زیادتی ہی سے تخدیر پیدا ہوتی ہے۔

اس لئے سودا ہی سے تخدیر پیدا ہوتی ہے علامہ صاحب ہم نے تو کبھی کبھار علاج کی صورت میں دل میں سودا سے تخدیر پیدا کرنا ہوتی ہے مگر آپ نے تو سودا کا مقام ہی دل کو بنا رکھا ہے۔ اس کا انجام کیا ہو گا؟

تین اور چار کے مسئلہ پر سیمینار کا پس منظر

حکیم رحمت علی راحت

مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کا یہ سیمینار مورخہ 9 نومبر 1997ء کو فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ اس سیمینار پر تبصرہ کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس سیمینار کا پس منظر بیان کر دیا جائے تاکہ حقیقت حال پوری طرح سے کھل کر سامنے آ جائے۔ نظریہ مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ حکیم انقلابؒ کی زندگی ہی میں اس وقت پیدا ہوا۔ جب آپ نے نظریہ مفرد اعضاء کی بنیاد تو طب یونانی کے چار اخلاط پر رکھی کہ "اخلاط جب مُجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔" طب یونانی میں اخلاط چار ہیں اس لئے نہ صرف ان چار اخلاط کے چار مفرد اعضاء بنتے ہیں بلکہ ان چار مفرد اعضاء کے چار ہی اعضائے رئیسہ بننے چاہییے لیکن عملی طور پر آپ نے اپنا نظریہ مفرد اعضاء تین اعضائے رئیسہ ان کے تین فعلی یا حیاتی مفرد اعضاء ان کے تین اخلاط، تین ارواح، تین قویٰ اور تین افعال پر قائم کر کے نہ صرف طب ویدک کی مطابقت اختیار کی بلکہ طب یونانی کے چار اخلاط بلغم، صفراء، سودا، خون کو تین اخلاط بلغم، صفراء، سودا، میں ضم کر کے ان کو طب ویدک کے تین دوش وات، پت، کف سے تطبیق دے کر ان کو ریاح، حرارت اور رطوبت کے نام سے نامزد کیا اور خون کو ان تینوں اخلاط کا مرکب قرار دیا اور اس طرح نظریہ مفرد اعضاء تین اعضائے رئیسہ ان کے تین فعلی یا حیاتی مفرد اعضاء ان کے تین اخلاط، تین قویٰ اور تین افعال کی نظر ہو گیا۔ جس سے اخلاط اور مفرد اعضاء میں باہمی تطبیق نہ ہو سکی۔ ظاہر ہے کہ چار کی تین سے تطبیق نہیں ہو سکتی۔ چار اخلاط کی تطبیق چار ہی مفرد اعضاء (ٹشوز) سے ہو سکتی ہے۔ جن کو میڈیکل سائنس بھی تسلیم کرتی ہے کہ جسم انسان کے چار ہی بنیادی مفرد اعضاء (انسجہ یا ٹشوز) ہیں۔ ان چار مسلمہ مفرد اعضاء (ٹشوز)

کی تطبیق چار ہی مسلمہ اخلاط سے ہو سکتی ہے۔ تین اخلاط سے نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قانون ثلاثہ مفرد اعضاء میں چوتھی خلط سودا کا تعلق کبھی طحال اور ہڈیوں سے قائم کیا جاتا ہے۔ کبھی دل اور عضلات سے قائم کرتے ہیں اور کبھی سودا کو غدی رطوبت سمجھ کر اس کا تعلق جگر اور غدد ناقلہ سے اور کبھی غدد جاذبہ (طحال) سے قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس لئے مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ طحال عضو رئیس ہے یا نہیں ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ طحال (غدد جاذبہ) اور خلط سودا کو کس مقام پر اور کس مفرد عضو (ٹشو) سے اس کا تعلق قائم کیا جائے۔ کیونکہ خلط سودا کو اس کے اصل مرکز طحال اور ہڈیوں کی بجائے دل اور عضلات سے قائم کر دیا گیا جو طب کے بنیادی قانون کیفیات وارکان اور مزاج واخلاط کے خلاف ہے اور یہی اس تین اور چار کے مسئلے کے فساد کی اصل جڑ ہے۔ جس سے قانون مفرد اعضاء میں بنیادی طور پر ایسا ابہام وتضاد پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا دور کرنا از حد ضروری تھا۔ جس کی طرف میں حکیم انقلابؒ کی توجہ مبذول کراتا رہا ہوں جیسا کہ اکثر دوستوں کو معلوم ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے نظریہ مفرد اعضاء کو سمجھانے کے لئے اس کا ایک بنیادی قاعدہ بنام تشریح نظریہ مفرد اعضاء لکھا تو اس کا مسودہ آپ کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ اس کی اصلاح کر دی جائے مگر اس کی اصلاح نہ ہو سکی۔ آپ نے کہا کہ میں اس پر غور کر رہا ہوں۔ اس کو فی الحال ایسے ہی شائع کرا دیں اور میں نے اس کو ویسے ہی شائع کرا دیا۔ اس کے بعد میں کئی بار لاہور بھی جاتا رہا اور ہر اجلاس میں جو لاہور سے باہر دنیا پور۔ 35 جنوبی سرگودھا۔ منڈی بہاؤ الدین میں ہوتے رہے میں نے آپ سے طحال (غدد جاذبہ) اور خلط سودا کے متعلق استفسار کیا ہے۔

حکیم محمد شریف چشتی کا واقعہ:۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر منڈی بہاؤ الدین میں آپ کے آخری اجلاس میں بھی میں نے آپ سے یہی استفسار کیا تھا۔ جس کے جواب دینے میں آپ نے توقف کیا۔ لیکن یہ حکیم محمد شریف چشتی جو آپ کے پچھلی

جانب کہیں بیٹھا ہوا تھا۔ جھٹ بول پڑا کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔ حکیم انقلابؒ نے اپنے سر سے بلا ٹالتے ہوئے کہدیا کہ وہ دیکھو چشتی کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اسے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں نے سوال کیا پوچھا ہے اس کی طرف کیا دیکھیں۔ کیونکہ میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ طحال عضو رئیس ہے یا نہیں بلکہ یہ استفسار کیا تھا کہ طحال (غدد جاذبہ) اور خلط سودا کا تعلق کس ٹشو سے قائم کرنا ہے۔ جو ابھی تک حل طلب مسئلہ تھا۔ حکیم محمد شریف چشتی کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ میں حکیم انقلابؒ کے پاس گیا وہاں ان کے پاس حکیم رحمت علی راحت بیٹھا ہوا تھا۔ حکیم انقلابؒ نے چشتی کی طرف دیکھ کر کہا کہ آؤ چشتی میں حکیم رحمت علی راحت کو پورے ایک گھنٹے سے سمجھا رہا ہوں کہ طحال عضو رئیس نہیں مگر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا ذرا تم ہی اس کو سمجھا دو۔ اس کے جھوٹ کا بھانڈا یہاں ہی پھوٹ جاتا ہے کہ یہ چشتی حکیم انقلابؒ کے پاس کہاں گیا تھا۔ لاہور میں تو میری اور چشتی کی حکیم انقلاب سے ایک ساتھ کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی دوسرے شہر میں۔ یہ منڈی بہاؤ الدین کا واقعہ ہے جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے اس وقت رات کا وقت تھا حکیم انقلابؒ کے گرد آپ کے سینکڑوں شاگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ صرف میں اکیلا حکیم انقلابؒ کے پاس نہیں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ پورے ایک گھنٹہ سے اتنے بڑے اجتماع میں صرف مجھ ہی سے مخاطب اور ہمکلام ہو کر طحال عضو رئیس نہیں ہے کا مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو مسئلہ پورے ایک گھنٹے سے حکیم انقلاب مجھے نہ سمجھا سکے وہ چشتی کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے میری سمجھ میں کیسے آ سکتا تھا پھر کیا چشتی حکیم انقلابؒ سے زیادہ قابل تھا کہ جو مسئلہ وہ نہ سمجھا سکے وہ یہ سمجھا دیتا جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اسے معلوم ہے کہ میرے ساتھ جو دو افراد حکیم نور محمد ہیروی اور حکیم ڈاکٹر مرزا فیض علی جو اس اجلاس میں شامل تھے میرے گواہ تھے وہ وفات پا چکے ہیں۔ اب جھوٹ کون پکڑے گا سارے تو اس کے ساتھی ہو چکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ طحال عضو رئیس ہے یا نہیں ہے یہ میرا مسئلہ سرے سے ہی نہیں ہے۔ اس موضوع پر میری حکیم انقلاب ؒ سے کبھی کوئی گفتگو ہی نہیں ہوئی یہ شوشہ بھی حکیم محمد شریف چشتی کا چھوڑا ہوا ہے جو آج تک یہ لوگ میرے خلاف ایک موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور صرف یہی کہہ کر کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے گفتگو کرنا ہی بند کر دیتے ہیں۔ کیا صرف یہ فقرہ کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے کہہ دینے سے طحال (غدد جاذبہ) اور خلط سودا کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے یا ان کے امراض اور اصول علاج کو بیان کیا جا سکتا ہے۔

حکیم انقلاب کی وفات کے بعد ان کے چالیسویں پر اور اس کے بعد بھی جب کبھی میں نے یہ سوال اٹھایا یہی فقرہ کہہ کر کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے گفتگو بند کر دی جاتی رہی اور آخر تھک ہار کر میں نے ان کے پاس جانا ہی چھوڑ دیا۔

ایک بار حکیم نور محمد ہیروی خدا انہیں غریق رحمت کرے کہنے لگے کہ ایک پمفلٹ تین اور چار کے مسئلہ پر لکھ کر ان کو بھیج دیا جائے اور اس کا تحریری جواب ان سے حاصل کریں۔ چنانچہ میں نے ایک پمفلٹ "قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" لکھ کر اکابرین تحریک تجدید طب کی خدمت میں بھیجا جس کا جواب کئی سال گذر گئے وہ نہ دے سکے اور پھر آخر ایک بندہ آیا اور اس نے اس کا تحریری جواب لکھا۔

ظفر اللہ صاحب کی آمد:- ظفر اللہ صاحب شروع میں میرے پاس مریض لے کر آتے اور مشورہ طلب کرنے کے ساتھ دوا بھی لے جاتے تھے اور کہتے کہ حکیم صاحب میری اور آپ کی تشخیص اور تجویز بھی ایک ہی جیسی ہے۔ اس سے وہ بڑے خوش ہوتے اس کے میرے ساتھ تعلقات بڑے اچھے تھے۔ مجھے تلسی کے گملے بھی لا کر دیئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ جب ان کے پاس حکیم محمد شریف چشتی اور دنیا پور والوں کا آنا جانا شروع ہوا تو انہوں نے ظفر اللہ صاحب کو میرے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا کہ حکیم رحمت علی راحت جو نظریہ پیش کرتا ہے وہ غلط ہے۔ اور آخر

یہی شخص ایک دن آیا اور کہنے لگا کہ آپ کا نظریہ غلط ہے میں اس کو نہیں مانتا اور کھڑے کھڑے تو تو میں میں کر کے چلا گیا۔ اس کے چند دنوں بعد ایک فائل حکیم محمد شریف کے ہاتھ دوکان پر میرے بیٹے کو بھیج دی اور کہا کہ اس کا جواب دیں۔ اس میں ظفر اللہ صاحب نے بڑی لمبی چوڑی تشریح اور آیات قرآنی سے حوالہ جات دے کر میرے نظریات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی اور مجھے نام نہاد محقق۔ کم فہم۔ کم عقل اور نظریہ مفرد اعضاء کا قاتل اور زلزلہ برپا کرنے والے الفاظ سے نوازا گیا۔ میں اس کا جواب کیا دیتا۔ آیات قرآنی کا تو ہم احترام کرتے ہیں لیکن جو میرے دس بارہ اعتراضات جو میں نے تین کے نظریے پر کئے تھے وہ بعینہ اسی طرح قائم ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی غلط ثابت نہ کر سکے۔ اس کے چند ہی دنوں بعد دنیا پور والوں کا بیٹا آیا اور پوچھنے لگا کہ ظفر اللہ صاحب نے جو لکھا ہے اس کا کیا بنا ہے۔ اس کا جواب آپ نے کیا دیا ہے۔ ہم نے کہا کہ اس کا جواب تو ہمارے دس اعتراضات میں ہی موجود ہے اس کو کیا جواب دیں۔ اس کے بعد ظفر اللہ صاحب ہمارے جواب نہ دینے سے یہ سمجھے کہ میدان مار لیا ہے۔ بس پھر کیا تھا پہلے اپنے لکھے ہوئے مضمون کی فوٹو کاپیاں کروا کر اکابرین اطباء تحریک تجدید طب کو بھیجنا شروع کر دیں بلکہ اس سے آگے ایک قدم اور یہ اٹھایا کہ ماہنامہ علاج بالغذا اور ماہنامہ قانون مفرد اعضاء میں اس کو قسط وار شائع کرنا شروع کر دیا اور میرے خلاف دیگر اطباء سے بھی بیانات دلوائے گئے اور مجھے برا بھلا کہا گیا۔ میں نے اس کا جواب دینے کے لئے دنیا پور والوں کو لکھا کہ ہمیں بھی جواب دینے کا موقعہ دیا جائے انہوں نے وعدہ تو کر لیا مگر ہمیں معلوم تھا کہ وہ ہمارا جواب شائع نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہمارے جواب میں بہت سی باتیں ان کے خلاف ہی جاتی تھیں۔ مجبوراً ہمیں اپنا پرچہ نکالنا پڑا۔

ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی کا اجراء:۔ اس پرچے کو نکالنے کے لئے ہمیں جو مصیبتیں اور مشکلات برداشت کرنا پڑیں وہ ہم ہی جانتے ہیں۔ اس کی ترسیل میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے مرکزی تحریک تجدید طب کا سیکرٹری اطلاعات ڈاک نمبر

دلانے کے لئے ہم سے ایک ہزار روپے لے گیا اور آج تک واپس نہیں کیا۔ ہم سال بھرفی پرچہ دو روپے ٹکٹ لگا کر بھیجتے رہے۔ بہرحال اپنے پرچے کے ذریعے ہم نے ہماری اپنی جو کردار کشی دونوں رسالہ جات (ماہنامہ علاج بالغذا اور ماہنامہ قانون مفرد اعضاء) کے ذریعے کی جارہی تھی۔ اس کا جواب دینا شروع کیا تو ہمارے مخالفین دوسرے ہی شمارے سے چیخ پڑے اور ماہنامہ علاج بالغذا میں بہت سے لوگوں نے میرے خلاف لکھا۔ ہم سے بھی جو ہو سکا اس کا مدلل جواب دیتے رہے۔ کچھ لوگوں نے غیر مصدقہ بیان دینے بھی شروع کردیئے۔ جن میں سے تین مشہور راویوں کا بہت چرچا ہوا۔

تین مشہور راویوں کا قصہ:- ماہنامہ علاج بالغذا میں لکھا گیا کہ جناب حکیم دلاور علی بھلی۔ جناب حکیم برکت علی اور جناب حکیم پروفیسر اکبر علی نسیم جناب حکیم انقلاب صابر ملتانیؒ کے پاس گئے۔ (شاید یہ بھول گئے ہیں ان کے ساتھ چوتھا حکیم شریف چشتی بھی ہوگا۔ جس کی گواہی آج کل بہت معتبر سمجھی جارہی ہے) انہوں نے حکیم انقلابؒ سے حکیم رحمت علی راحت کے طحال کے چوتھے عضو رئیس ہونے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا سختی سے رد کرتے ہوئے کہا کہ "اعضائے رئیسہ صرف تین ہیں۔ اخلاط تین ہیں اور افعال تین ہیں۔" تینوں حضرات چوہدری اور بڑے معتبر بندے ہیں مگر ان کی حدیث معتبر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تو ہم مان سکتے ہیں کہ حکیم انقلابؒ نے کہا ہوگا کہ اعضائے رئیسہ صرف تین ہیں۔ مگر ان کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ اخلاط صرف تین ہیں۔ یہ حکیم انقلابؒ جیسے محقق اور مجدد کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ طبی حقیقت ہے کہ نہ صرف اخلاط چار ہیں بلکہ انکے مفرد اعضاء (ٹشوز) بھی چار ہی ہیں۔ ان چار ٹشوز کا چار اخلاط سے پیدا ہونا ایک سائنسی حقیقت ہے۔ جس کو نہ صرف میڈیکل سائنس تسلیم کرتی ہے۔ بلکہ حکیم انقلابؒ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ "فرنگی طب اگرچہ چار اخلاط سے انکار کرتی ہے مگر وہ چار قسم کے ٹشوز سے انکار نہیں کر سکتی۔" کیونکہ یہ چار ٹشوز چار ہی اخلاط

سے بنتے ہیں - تین اخلاط سے نہیں - تین اخلاط سے صرف اعصاب - غدد اور عضلات ہی بنتے ہیں - چوتھا بنیادی ٹشو (نسیج الحاقی) جس سے ہڈیاں - رباط اور اوتار بنتے ہیں - اس کو کس خلط سے بنایا جائے گا - جب کہ آپ صرف تین اخلاط ہی کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر کیا بغیر ہڈیوں کے ڈھانچے کے اعصاب غدد اور عضلات کو ہوا میں کھڑا کیا جائے گا -

اس سلسلہ میں خود حکیم انقلاب ؒ کا جواب ملاحظہ فرمائیں جو کہ ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ ماہ جولائی 1967ء کے صفحہ نمبر 2 - 6 پر درج ہے - جو ایک ڈاکٹر کے جواب میں لکھا گیا -

دوسرا جواب صرف ایک خلط کی بجائے چار اخلاط کی ضرورت کیوں ہے ؟؟
تشریح الابدان اور منافع الاعضاء کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ جسم انسانی کے اعضاء مختلف شکل وصورت اور مزاج سے بنے ہوئے ہیں - اگر وہ تمام صرف خون سے بنے ہوتے تو ان کی شکل وصورت اور مزاج ایک ہوتا ہے - مگر ایسا نہیں ہے فرنگی طب اور ماڈرن سائنس تسلیم کرتے ہیں کہ جسم کے تمام اعضاء چار قسم کے ٹشوز (انسجہ) سے بنے ہوئے ہیں - (1) نروس ٹشوز (انسجہ اعصابی) (2) مسکولر ٹشوز (انسجہ عضلاتی) (اپی تھیلیئل ٹشوز) انسجہ قشری) (4) کنیکٹو ٹشوز (انسجہ الحاقی) پھر ہر ایک نسیج (ٹشو) کے لئے جدا جدا غذا کی ضرورت ہے - اس لئے بھی اخلاط چار ہیں یہ وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے - اگر کوئی ڈاکٹر چار ٹشوز یا اخلاط کی نفی کر دے تو ہم مبلغ دس ہزار روپے کا چیلنج کرتے ہیں یہ روپیہ بینک میں رکھ دیا گیا ہے - ''

ہم ایسے راویوں کی حکایت پر یقین کیسے کر سکتے ہیں یہ لوگ حکیم انقلاب کے درج بالا حوالہ کی روشنی میں خود ہی اپنے اس دعویٰ پر غور کر لیں کہ اخلاط تین ہیں یا چار -

حکیم ملک خیر دین ڈوگر کی آمد :- انہی دنوں جب ابھی رسائل میں بحث

جاری تھی یہاں فیصل آباد میں مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کا تنظیمی اجلاس ہوا تھا۔ جس کی صدارت جناب ظفر اللہ صاحب نے انجام دی تھی۔ اس اجلاس میں حکیم ملک خیر دین ڈوگر صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ وہ اس اجلاس کے چند دن بعد میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے فیصل آباد میں اس اجلاس کی ٹیپ سنائی۔ جس میں میرے خلاف پھر زہر اگلا گیا تھا۔ حکیم ملک خیر دین ڈوگر صاحب سے قریباً دو تین گھنٹے تک میری گفتگو ہوتی رہی۔ جس کو دونوں اطراف سے ٹیپ کرایا گیا۔ جس میں میں نے حکیم انقلابؒ کی کتابوں سے حوالہ جات نکال کر ڈوگر صاحب کو دکھائے اور ان سے تسلیم کروایا کہ واقعی حکیم انقلابؒ نے ایسا ہی لکھا ہے۔ میرے پاس ان کی گفتگو کی ٹیپ موجود ہے۔ مگر سنا ہے کہ وہ گھر جا کر مکر گئے ہیں۔ میں نے تو ڈوگر صاحب پر بھروسہ کر کے ان پر اعتماد کر لیا تھا اور ان کو بطور ایک غیر جانبدار جج کے مان لینا تھا۔ مگر خدا نے مجھے بچا لیا ورنہ یہ شخص میری علمی و فنی موت پر مہر لگا دیتا۔ اور مجھے جھوٹا ثابت کر دیتا۔ ڈوگر صاحب کے ساتھ دو اطبا حضرات جناب ڈاکٹر سید حسنین گیلانی شاہ صاحب اور جناب افتخار احمد خان صاحب اس ساری گفتگو جو ٹیپ ہوئی (جس کا ٹیپ ریکارڈ میرے پاس بھی ہے۔ اور جناب ڈوگر صاحب کے پاس بھی ہے) کے گواہ ہیں کہ ڈوگر صاحب نے حکیم انقلاب کی کتابوں کے حوالہ جات خود پڑھے اور ان کی تصدیق کی کہ واقعی یہی لکھا ہوا ہے۔

حکیم عبد اللطیف کا حوالہ جات حکیم انقلاب کا حشر و نشر قرار دینا:۔

میں نے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی میں حکیم انقلابؒ کے بہت سے حوالہ جات دے کر ثابت کیا تھا کہ اخلاط اربعہ (بلغم۔ صفرا۔ سودا۔ خون) کے جسم انسان میں چار بڑے مرکزی اعضاء (اعضائے رئیسہ) ہیں۔ جن کا نام دماغ۔ جگر۔ طحال۔ دل ہے۔ یہی چار مرکزی اعضاء ان چاروں اخلاط (بلغم۔ صفرا۔ سودا۔ خون) کی تعمیر و اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ حکیم عبد اللطیف (دنیا پوری) نے ماہنامہ علاج بالغذا میں انہی میں سے ایک کا جو حوالہ خود حکیم انقلابؒ کا دیتے ہوئے ہوئے لکھا کہ طحال کو طب قدیم

نے اعضائے رئیسہ کے بعد اعضاء شریفہ میں شامل کیا ہے اور چوتھی خلط سودا کی تعمیر و اصلاح ان کے ذمہ ہے گویا تسلیم بھی کرتے ہیں کہ چوتھی خلط سودا کا تعلق طحال (غدد جاذبہ) کے ساتھ ہے - دل (عضلات) کے ساتھ نہیں ہے - اس کے باوجود حکیم انتخاب کے بہ حوالہ جات اخلاط اور مفرد اعضاء کی تطبیق کے میں نے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی میں دیئے تھے - ان سب حوالہ جات کو حکیم عبداللطیف نے ان کے سیاق و سباق کا حشرو نشر سے تعبیر کر کے ہوا میں اڑا دینے کی کوشش کی - میں ان سے پوچھتا ہوں اگر خلط سودا ایسی ہی گھٹیا خلط تھی تو پھر اس کا تعلق دل جیسے اعلیٰ عضو کے ساتھ کیوں قائم کیا گیا کہ اس گھٹیا خلط سودا سے روح حیوانی جیسی اعلیٰ وارفع شے پیدا ہو - جب خلط سودا کا تعلق نسیج الحاقی (ہڈیوں - رباط و اوتار) سے ہو تو وہ ایک گھٹیا خلط جس کا کوئی فعل نہیں اور جب اسی خلط سودا کا تعلق دل (عضلات) سے ہو تو وہ ایک اعلیٰ خلط بن جاتی ہے - اور اس میں فعل کی صفت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے دل جیسا عضو رئیس بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر جب اسی خلط سودا سے طحال پیدا ہو تو اس کو عضو رئیس کا درجہ دینا گناہ سمجھ لیا جاتا ہے اور اس کو عضو شریف سے بھی نیچے گرا دیا جاتا ہے حالانکہ عضو شریف بھی عضو رئیس کے قریب ہوتا ہے یہ اطبائے متقدمین کا قول ہے -

حقیقت یہ ہے کہ اخلاط اربعہ (بلغم - صفرا - سودا - خون) چار ہی حیاتی و فعلی اعضاء کے فعل کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں - تین حیاتی و فعلی اعضائے رئیسہ سے نہیں اس لئے تین اعضائے رئیسہ کا مسئلہ بنیادی طور پر غلط ہے - یہ کہنا بھی غلط ہے کہ خون تین اخلاط سے مرکب ہے بلکہ خون چار اخلاط سے مرکب ہے جو چار اقسام کے مفرد اعضا (ٹشوز) کی غذا بنتا ہے - ایسے ہی میں نے بہت سے ٹھوس حوالہ جات دیئے اور اپنے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی میں بحث جاری رکھی - جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا تھا - یہ لوگ مانتے بھی تھے - مگر انکار کر دیتے تھے - اس طرح بحث طویل ہوتی جا رہی تھی اور مجھے اپنی عمر کا کوئی بھروسہ نہیں تھا - میں چاہتا تھا کہ میری زندگی ہی میں

تین اور چار کا مسئلہ حل ہو جائے مگر اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اس کا آخری حل یہی تھا کہ بالمشافہ بیٹھ کر مذاکرات کر لئے جائیں۔ اسی بناء پر میں نے مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کو مذاکرات کا چیلنج دے دیا۔

مرکزی تحریک تجدید طب کو مذاکرات کا چیلنج:۔ میرے اس چیلنج کو ان لوگوں نے میری قلمی محاذ پر شکست سے تعبیر کیا اور ماہنامہ علاج بالغذا میں لکھا کہ جب میرے پاس علمی دلائل ختم ہو گئے تو قلمی محاذ پر شکست کھانے کے بعد میں نے مذاکرات کا چیلنج دے دیا۔ کیا میں اس قلمی محاذ پر شکست دینے والے چمپئن سے پوچھ سکتا ہوں کہ جب میرے پاس علمی دلائل ہی ختم ہو گئے تھے تو میں نے مذاکرہ کن دلائل سے کرنا تھا کیا مذاکرہ بغیر دلائل کے ہی ہو جاتا ہے؟

میں نے مذاکرات کا چیلنج دیتے ہوئے مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان سے کہا کہ مذاکرے کی آخری تاریخ 31 اگست 1997ء ہے پورا ایک مہینہ اور دس دن کا عرصہ ہے۔ اس تاریخ کے اندر ہی اندر مذاکرہ کر لیا جائے۔ اس سے پہلے میرے ساتھ اتفاق رائے سے ایک غیر جانب دار جج کا تقرر کر لیا جائے۔ مذاکرات کی میز پر ایک طرف میں بیٹھوں گا اور دوسری طرح آپ کا مقرر کردہ آدمی۔ جس کا انتخاب آپ کر لیں جو آپ میں سے بہترین ہو وہ میرے ساتھ مذاکرات کرے ایک اس کا مددگار اور ایک میرا مددگار ہو گا۔ جو صرف کتابوں سے حوالہ جات نکال کر دیں گے مذاکرات میں حصہ نہیں لیں گے۔ مذاکرات میرے غریب خانہ پر ہونگے کیونکہ میں اپنی علالت کی وجہ سے کہیں آ جا نہیں سکتا یہ میری مجبوری ہے۔ مذاکرہ پر امن اور گھر کے ماحول میں ہو گا۔ ایک طرف غیر جانبدار جج دو بحث کنندہ اور دو مددگار کے علاوہ مذاکرات کے مقام پر کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ علمی و فنی حوالہ جات حکیم انقلاب" کے لٹریچر سے یا ضرورت پڑے تو طب قدیم کے لٹریچر سے دیئے جا سکتے ہیں۔ اور آخری فیصلہ غیر جانب دار جج کرے گا کہ اپنے اپنے موقف میں کون سچا ہے۔ جج کا فیصلہ دونوں پارٹیوں کو مرکزی سطح پر قبول کرنا ہو گا۔ اور اس

کو اپنے اپنے طبی پرچہ جات میں شائع کرنا ہو گا۔

جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب مرکزی صدر تحریک تجدید طب پاکستان کی جانب سے فوری طور پر جواب ملا کہ ہم کو اطلاع مل گئی ہے بہت اچھی صورت ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے متعلقہ آدمیوں کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ عنقریب آپ سے رابطہ کریں گے مگر پورا ایک مہینہ گزر گیا ان کا میرے ساتھ کوئی رابطہ نہ ہوا۔ جب صرف آٹھ دس دن باقی رہ گئے تو یہاں فیصل آباد کے مقامی لوگوں نے میرے ساتھ ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور انجان بن کر عندیہ لیا کہ مذاکرہ کی تاریخ بڑھائی جا سکتی ہے یا نہیں۔ جج ایک سے زیادہ بلکہ پانچ ججوں کی جیوری ہو۔ مذاکرہ کھلے عام اور کسی دوسری جگہ پر ہو۔ بحث میں دونوں طرف سے بہت سے آدمی حصہ لیں اور اس کو سننے کے لئے بہت سے آدمی جمع ہوں۔ اس کی ویڈیو فلم بنائی جائے۔ یہ اور ایسی بہت سی لایعنی تجاویز پوچھی گئیں۔ میں نے ان سب تجاویز سے انکار کر دیا۔ کیوں کہ ایسے مذاکرات نہیں ہوتے لڑائی جھگڑے کے اسباب بنتے ہیں۔ اس سے دوسرے یا تیسرے دن حکیم میاں محمد اسلم چنیوٹ نے ٹیلی فون پر میرے لڑکے سعادت علی سے بات کی کہ میں تمہارے چیلنج کو قبول کرتا ہوں میرے ساتھ مذاکرہ کر لیں۔ میرے لڑکے نے جواب دیا کہ ہمارا چیلنج مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان سے ہے اگر وہ آپ کو اس کا مجاز قرار دیتی ہے۔ آپ اتھارٹی لیٹر لے کر آ جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس سے اگلے دن جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب صدر تحریک تجدید طب کے دو آدمی حکیم محمد یعقوب اور ملک اللہ یار میرے پاس آئے اور کہا کہ بھٹہ صاحب نے سلام دیا ہے۔ اور انہی تجاویز کو دہرایا میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگر مذاکرہ کرنا ہے تو ان ہی شرائط پر ہو گا۔ جو میں نے دی ہیں اور مذاکرے کی آخری تاریخ 31 اگست ہے۔ اس سے بڑھائی نہیں جائے گی۔ آپ پہلے ہی پورا ایک مہینہ ضائع کر چکے ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ اگر ہم آپ کی مقرر کردہ تاریخ 31 اگست کو نہ آئے تو آپ کیا کہیں گے میں نے

صاف کہہ دیا تو پھر میں سمجھوں گا کہ آپ مذاکرات سے بھاگ گئے ہیں - آخر میں مجھ سے عندیہ لیا کہ ایک غیر جانبدار جج آپ کے خیال میں کون ہو گا تو میں نے اس کے لئے حکیم ملک خیر دین ڈوگر کا نام تجویز کیا کہنے لگے اگر وہ نہ مانے تو پھر جج کون ہو گا۔ میں نے صاف دلی سے کہہ دیا کہ جب مذاکرہ کرنا ہی ہے تو پھر میں آپ ہی کی جماعت کے کسی آدمی پر اعتماد کر لونگا - حالانکہ ایسا کرنا میری علمی وفنی موت تھا - اس طرح میں آخری حد تک چلا گیا تاکہ وقت کی کمی کا کوئی جواز نہ رہے وہ میری یہ گفتگو ٹیپ کر کے لے گئے -

ہم آخری تاریخ 31 اگست تک انتظار کرتے رہے نہ کوئی میاں اسلم آیا - نہ بھٹہ صاحب نہ ظفراللہ صاحب اور نہ حکیم یسین کوئی بھی تشریف نہ لایا اور مذاکرہ کی تاریخ 31 اگست 1997ء گزر گئی

یہ لوگ اپنے میں سے کسی ایک پر اعتماد نہ کر سکے جو میرے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھتا - ان کے ساتھ بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا معاملہ ہو گیا البتہ مقررہ تاریخ کے گزر جانے کے بعد بعض لوگ بے وقت کی راگنی الاپتے رہے کہ ہم چیلنج قبول کرتے ہیں مذاکرہ ہم سے کیا جائے حالانکہ ہم نے کسی کو بند نہیں کیا تھا کہ وہ مقررہ تاریخ تک نہ آئے - بڑی خوشی سے آ سکتا تھا مگر اب چیخ و پکار کرنے کا کیا فائدہ - ماہ اگست کے بعد ستمبر آ گیا پھر اکتوبر اور آخر ماہ نومبر کی 9 تاریخ کو فیصل آباد میں تین اور چار کے مسئلہ پر ایک سیمینار کر کے ہمارے خلاف یکطرفہ فیصلہ دینے کا پروگرام بنایا گیا یہ تھا اس مجوزہ سیمنار کا پس منظر جو بیان کر دیا گیا ہے -

فیصل آباد میں تین اور چار کے مسئلہ پر منعقدہ سیمینار پر بھرپور تبصرہ

یہ سیمینار مذاکرات سے بھاگے ہوئے لوگوں کا اجتماع تھا جس میں اطبا کے علاوہ ہومیو ڈاکٹروں اور فرنگی طب کے ڈاکٹروں کو بھی بلایا گیا تاکہ فرنگی طب کی

اناٹومی و فزیالوجی کے ذریعے ثابت کیا جائے کہ مخاطی انسجہ کا تعلق طحال سے نہیں جگر کے ساتھ ہے اور طحال عضو رئیس نہیں ہے۔ انہی دو موضوعات پر زیادہ زور دیا گیا کتنے افسوس کی بات ہے کہ حکیم انقلاب ؒ تو ساری عمر فرنگی طب کی اناٹومی و فزیالوجی کو چیلنج پر چیلنج کرتے رہے اور فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے لکھ کر فرنگی طب کے ڈاکٹروں کو مبلغ دس ہزار روپے کا چیلنج کیا مگر آپ کے شاگردان کرام نے فرنگی طب کی اناٹومی و فزیالوجی سے امداد طلب کر کے حکیم انقلاب کا نام روشن کر دیا۔

سیمینار میں شرکت کی دعوت اس بنا پر کہ نہیں آئیں گے یہاں کے مقامی حضرات نے ہمیں بھی دی۔ پھر شبیر راں صاحب کی طرف سے بھی دعوت نامہ ملا کہ سمینار میں ضرور شرکت فرماویں۔ میں نے ظفراللہ صاحب سے ٹیلی فون کر کے پوچھا کہ دعوت پر دعوت دیئے جا رہے ہو مخالف کی بات سننے کا بھی حوصلہ ہے انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ آپ مقالہ لکھ کر بھیج دیں ضرور سنا جائے گا۔ پھر میں نے ایک مقالہ لکھ کر پڑھنے کے لئے بھیج دیا اور پڑھنے والے کو تاکید کر دی کہ اس پر سوالات کریں تو ان کا جواب نہیں دینا کہہ دینا کہ جواب کے لئے راحت صاحب سے رابطہ کریں۔ صرف مقالہ پڑھ کر آ جانا ہے اگر چاہو تو اجلاس کی کاروائی سن لینا۔ میں نے اپنے شاگرد حکیم بنیامین کو مقالہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔ مقالہ طویل تھا بڑی ردوکد کے بعد منظوری دی گئی کہ چلو پڑھ لو۔ مگر اسکی طوالت کی وجہ سے بے دلی سے سنا گیا ہم نے سنا دیا اور انہوں نے وعدے کے مطابق سن لیا سیمینار میں مقررین نے جن دو باتوں پر زیادہ زور دیا ان میں سے ایک طحال عضو رئیس نہیں ہے۔ مسئلے پر زیادہ زور دیا گیا۔

(۱) طحال عضو رئیس ہے یا نہیں ہے:۔ یہ میرا مسئلہ نہیں تھا بلکہ حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی ؒ کا مسئلہ تھا۔ جنہوں نے جسم انسان کے چار بڑے مرکزی اعضاء (اعضائے رئیسہ) کے طور پر دل۔ دماغ۔ جگر۔ طحال کا ذکر پہلی بار اپنی کتاب "تحقیقات علم الامراض و العلامات اشاعت اکتوبر نومبر 1963ء کے صفحہ 81 پر دوران

خون اور نظریہ مفرد اعضاء کے عنوان کے تحت طب قدیم کی حقیقت کی تصدیق کے بیان میں کیا اور دوسری بار اسی عنوان کے تحت اپنی کتاب "تحقیقات علاج بالغذا" اشاعت اکتوبر نومبر 1964ء کے صفحہ 44 پر اور تیسری بار اسی عنوان کے تحت اپنی کتاب تحقیقات علاج بالغذا اشاعت اکتوبر نومبر 1970ء کے صفحہ 73 پر کیا ہے۔ اور ان چار اعضائے رئیسہ کو طب قدیم کے چار اخلاط کے مرکز یا مقام لکھا ہے جیسے بلغم کا مقام دماغ - صفرا - کا مقام جگر - سودا کا مقام طحال اور خون کا مقام دل لکھا ہے۔ جو بالکل صحیح - درست اور سائنٹیفک ہے اور طب قدیم بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

حکیم انقلابؒ 1963ء سے لے کر 1970ء تک اپنی ایک کتاب سے دوسری کتاب میں یہی چار اخلاط (بلغم - صفرا - سودا - خون) ان چار اخلاط کے چار حیاتی مفرد اعضاء (اعصاب غدد ناقلہ - غدد جاذبہ - عضلات) اور ان کے چار اعضائے رئیسہ (دماغ - جگر - طحال - دل) جو ان چار اخلاط کے مرکز یا مقام یعنی بلغم کا مقام دماغ - صفرا کا مقام جگر - سودا کا مقام طحال اور خون کا مقام دل لکھتے رہے مگر ان کی زندگی میں کسی نے ان سے نہ پوچھا کہ جناب اخلاط تین ہیں آپ نے چار کیوں لکھے ہیں - سودا کا مقام دل ہے آپ نے طحال کیوں لکھا ہے - حیاتی مفرد اعضاء تین ہیں آپ نے چار کیوں لکھے ہیں - اعضائے رئیسہ تین ہیں آپ نے چار کیوں لکھے ہیں -

چار اعضائے رئیسہ کیوں:- حقیقت یہ ہے کہ حیاتی مفرد اعضاء چار ہیں اور ان کے کیمیائی مواد (اخلاط) بھی چار ہی ہیں - جن سے نہ صرف یہ اعضاء پیدا ہوتے ہیں بلکہ انہی سے ان کا تغذیہ بھی ہوتا ہے - اس لئے جب یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اخلاط چار ہیں اور ان کے مفرد اعضاء (ٹشوز) چار ہیں - جن کو میڈیکل سائنس بھی تسلیم کرتی ہے کہ جسم انسان کے چار ہی بنیادی ٹشوز انسجہ - (مفرد اعضاء) ہیں - تو ان چار مسلمہ مفرد اعضاء (ٹشوز) کے چار ہی اعضائے رئیسہ ہو سکتے ہیں - جو ان چار مفرد اعضاء انکے چار اخلاط ان کے چار ارواح اور چار قویٰ اور ان کے چار

افعال کے مرکز اور سرچشمہ ہیں - ان حقائق کی بناء پر تین اعضائے رئیسہ ان کے تین حیاتی مفرد اعضاء ان کے تین اخلاط - تین ارواح - تین قوی اور ان کے تین افعال کا نظریہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ طب کے بنیادی قوانین کے خلاف ہے - (جناب صابر ملتانیؒ خود کو طب قدیم یونانی کا نمائندہ کہا کرتے تھے -)

طب قدیم نے بھی حیات شخصی و نوعی کے لئے چار ہی اعضائے رئیسہ تسلیم کئے ہیں - دل - دماغ - جگر - خصیتین لیکن خصیئے دو غلے غدد ہیں - ان میں نالیدار اور غیر نالی دار غدد (جگر و طحال) دونوں کے انسجہ پائے جاتے ہیں اور تخم انسان جس سے انسان کی نوع قائم ہے - مخاطی انسجہ ہی کے فعل کا نتیجہ ہے ورنہ جگر جو نالیدار غدد کا مرکز ہے - اس کی موجودگی میں خصیتین اگر صرف نالیدار غدد ہی ہوتے تو ان کی کوئی ضرورت باقی نہ رہتی - اس لئے طحال جو نہ صرف بغیر نالی کے غدد (غدد جاذبہ) کا مرکز ہے اور چوتھی خلط سودا کا مرکز ہونے کی نسبت سے بھی عضو رئیس کے زیادہ قریب ہے - طب قدیم نے بھی طحال کو اعضائے رئیسہ کے بعد اعضائے شریفہ میں شامل کیا ہے اور چوتھی خلط سودا کی تعمیر و اصلاح اس کے ذمہ ہے - اس لئے طحال عضو شریف ہے - یا عضو رئیس اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ بقول اطبائے متقدمین عضو شریف بھی عضو رئیس کے قریب ہوتا ہے -

مجوزہ سیمینار میں فرنگی طب کے ڈاکٹروں نے طحال کی شرافت جو اس کو طب قدیم نے عطا کی تھی - اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بھرے اجلاس میں طحال کو اپنے پاؤں کی ٹھوکریں اور ٹھڈے مارے تو نہ صرف حکیم انقلابؒ کے شاگردوں نے بلکہ طب یونانی کے پرستاروں نے بھی ڈسک اور تالیاں بجا کر کوئی شرم محسوس نہ کی - کتنی شرم کی بات ہے کہ حکیم انقلابؒ تو ساری عمر طب قدیم کی عظمت و سر بلندی کے لئے فرنگی طب کے ڈاکٹروں سے جہاد کرتے رہے اور انہیں چیلنج پر چیلنج کرتے رہے - مگر آپ کے لائق شاگردوں نے طب قدیم کی عظمت کو فرنگی طب کے ڈاکٹروں کے پاؤں سے ٹھوکریں مروا کر تار تار کر دیا -

کیا یہی علم و فن طب کا تحفظ ہے۔ جس کا دعوے مرکزی تحریک تجدید طب کرتی ہے؟

عضو رئیس کے لغوی معنی سردار یا بڑے عضو کے ہوتے ہیں۔ جس کی حیثیت مرکزی عضو کی ہوتی ہے۔ جس کے تحت کوئی دوسرا عضو کام کرتا ہے یا اس کی خدمت کرتا ہے۔ یعنی ان میں فرق مخدوم و خادم کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جیسے دل کے خادم عضلات۔ دماغ کے خادم اعصاب۔ جگر کے خادم غدد ناقلہ اور طحال کے خادم غدد جاذبہ ہوتے ہیں جو اپنے اپنے اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور جگر و طحال کے تحت کام کرتے ہیں۔

اگر ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ طحال عضو رئیس کیوں نہیں ہے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ طحال کے نکال دینے سے انسان زندہ رہتا ہے مرتا نہیں ہے جبکہ دل۔ دماغ اور جگر جو اعضائے رئیسہ ہیں ان کے نکال دینے سے انسان مرجاتا ہے زندہ نہیں رہتا۔ عضو رئیس کی اس تعریف کے تحت ایک ڈاکٹر نے شیخی بگاڑتے ہوئے مجھے چیلنج کر دیا کہ راحت صاحب میری طحال نکال لیں۔ میں انکا کوئی عضو رئیس نکال دیتا ہوں دیکھتے ہیں کون بچتا ہے۔ ہم اس ڈاکٹر کا چیلنج قبول بعد میں کریں گے پہلے عضو رئیس کی اس تعریف کی جانچ ایسے کرتے ہیں کہ ہم اس ڈاکٹر کے تینوں اعضائے رئیسہ دل۔ دماغ۔ جگر اس کے جسم کے اندر ہی رہنے دیتے ہیں۔ صرف اس ڈاکٹر کے گردے یا پھیپھڑے یا معدہ نکال دیتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ اس ڈاکٹر کو اس کے تینوں اعضائے رئیسہ کیسے بچاتے ہیں۔ جو حیات شخصیتی کے لئے لازمی ہیں۔ اس تجربے سے عضو رئیس کی یہ تعریف سرے سے ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ یا پھر ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو گردے۔ پھیپھڑے اور معدہ کو بھی اعضائے رئیسہ میں شامل کرنا پڑے گا۔

طحال کے نکال دینے کے بعد انسان زندہ کیوں رہتا ہے:- باقی رہا یہ

سوال کے طحال کے نکال دینے سے انسان زندہ رہتا ہے مرتا نہیں۔ تو ہم اپنے ماہنامہ

سمپل آر گینو پیتھی میں میڈیکل سائنس کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ جسم انسان کے اندر طحال کا معاون عضو ہڈیوں کا گودا موجود ہوتا ہے جو طحال کی عدم موجودگی میں طحال کا کام کرتا رہتا ہے جیسے گردے ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں کام کرتے ہیں۔ ایسے ہی طحال اور ہڈیوں کا گودا ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کا کام کرتے رہتے ہیں۔ میڈیکل سائنس اس کے علاوہ یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ طحال کے نکال دینے کے بعد اس کی جگہ چھوٹی چھوٹی تلیوں کی صورت میں طحال کی دوبارہ افزائش ہو جاتی ہے۔ جس سے اس کا کام انجام پاتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طحال کے نکال دینے کے بعد انسان مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔

مخاطی انسجہ کا تعلق طحال سے ہے یا جگر سے ہے:- مجوزہ سیمینار میں دوسرا بڑا مسئلہ یہ اٹھایا گیا تھا کہ مخاطی بافت کا تعلق جگر سے ہے طحال سے نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے خود فرنگی طب کے ڈاکٹروں بارنز اور نوبل نے اپنی اٹلس آف اناٹومی میں مخاطی بافت (میوکس ٹشو) کو بمعہ طحال۔ غدد جاذبہ اور ہڈیوں کے گودے کے الحاقی بافت (کنیکٹو ٹشو) میں لکھا ہے جبکہ جگر کا تعلق قشری بافت (اپی تھیلیل ٹشو) سے ہے۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ مخاطی بافت (میوکس ٹشو) کا تعلق نسیج الحاقی (کنیکٹو ٹشو) سے ہے۔ جس کا مرکز طحال ہے۔ قشری بافت (اپی تھیلی ایل ٹشو سے نہیں ہے۔ جس کا مرکز جگر ہے۔ قشری انسجہ کا تعلق خلط صفرا سے ہے جبکہ مخاطی انسجہ کا تعلق خلط سودا سے ہے یہی وجہ ہے کہ قشری انسجہ سے صفراوی نمکین اور کھاری رطوبات ترشح پاتی ہیں اور مخاطی انسجہ سے سوداوی اور ترش رطوبات ترشح پاتی ہیں۔ اسی قانون کے تحت طحال کا سودا معدہ کی غشائے مخاطی سے تراوش پاکر بھوک لگاتا ہے۔ طب قدیم کی اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے حکیم انقلابؒ نے اپنی کتاب فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے کے صفحہ 113 - 114 پر خلط سودا کے بیان میں دلائل دیئے ہیں اور فرنگی طب کے ڈاکٹروں کو چیلنج کیا ہے کہ انکی تحقیقات غلط ہیں۔ طب قدیم سچی ہے مگر حکیم انقلابؒ کے لائق و فائق شاگردوں نے مجوزہ سیمینار میں

فرنگی طب کے ڈاکٹروں سے ہی حکیم انقلاب ؒ کی تحقیقات کو غلط ثابت کرا دیا کہ غشائے مخاطی کا تعلق جگر سے ہے طحال سے نہیں ہے۔ اور اس کو غلط ثابت کرنے کے لئے خود حکیم انقلاب ؒ کے شاگردوں نے ہی حکیم انقلاب ؒ کی کتابوں سے چن چن کر حوالے پیش کئے۔ اس کارنامہ پر انہیں گولڈ میڈل ملنا چاہیے اور راں صاحب کو چاہیے کہ فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے کا صفحہ 113 - 114 ضرور ملاحظہ کریں اور ایک ایک گولڈ میڈل ان حضرات کو بھی دیا جائے جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے تاکہ سند رہے۔

ایک غلط فہمی۔ قشری و مخاطی ایک ہی نسیج نہیں ہے :- ایک ڈاکٹر صاحب نے میرے مخاطی نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے اعصابی مخاطی کو تر گرم۔ مخاطی اعصابی کو گرم تر۔ مخاطی عضلاتی کو گرم خشک اور عضلاتی مخاطی کو خشک گرم لکھا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو تاکہ ڈاکٹر موصوف اسی حساب سے لگے ہاتھوں اعصابی عضلاتی کو تر خشک اور عضلاتی اعصابی کو خشک تر بھی لکھ دیتے تو ان کی طب میں بھی پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل ہو جاتی مگر شکر ہے کہ انہوں نے آگے چھ تحریکات مکمل نہیں کیں۔

حیوانی ذرہ سیل (CELL) اور خوردبین کی آنکھ :- مذکورہ سیمینار میں فرنگی طب کے ڈاکٹروں نے میرے متعلق کہا کہ میں نے خوردبین کی آنکھ سے سیل (CELL) کو دیکھا ہی نہیں۔ میں ان خوردبین کی آنکھ سے دیکھنے والوں کو کہتا ہوں کہ آپ نے تو ابھی خوردبین کی آنکھ سے مادہ کی صورت حیوانی ذرہ (سیل) کو دیکھا ہے مگر میرے بزرگوں نے تو اس سے پہلی دو حالتوں مادہ اور جوہر کو بھی دیکھا ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ میرے ان بزرگوں جالینوس۔ بوعلی سینا۔ ذکریا رازی اور ابن رشد کے پاس کونسی خوردبین تھی کہ جن کا دیا ہوا علم صدیوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا رہا ہے اور میرے استاد محترم حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی ؒ کے پاس کونسی خوردبین تھی۔ جس سے انہوں نے ایک حیوانی ذرہ (سیل) کا بھی دل۔ دماغ اور جگر چیرتے ہوئے اس کے ایٹمی اثرات

تک پہنچ کر اس کی انرجی۔ فورس اور پاور کا پتہ چلا لیا۔ اور مجھ جیسے ان کے ایک ادنی شاگرد نے ایک حیوانی ذرہ (سیل) کو دیکھا ہی نہیں بلکہ اس کے جسم کے اندر جھانک کر اس کے خون۔ روح اور نفس تک کو جھانکا ہے اور اس کے نفس کا تعلق آفاق سے قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ رہی دوربین کی بات تو اس میں بھی ہمارے بزرگ صوفیائے کرام بہت آگے ہیں۔

آج جو خلائی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ جن سے آسمانوں کی وسعتوں کو چیرا جا رہا ہے۔ ابھی تک ان سائنسدانوں کو صرف جنت کے ہلکے ہلکے سایے سے ہی نظر آنے شروع ہوئے ہیں۔ مگر میرے بزرگوں نے تو مادہ سے آگے نور کے افلاک کا بھی نظارہ کیا ہے اور انہی میں سے میرے ایک بزرگ شیخ شہاب الدین محمد بن عمر السہروردی نے اپنی کتاب حکمت الاشراق میں جنت کے شہروں کے نام جابرسا۔ جابلقا اور ہورقلیا تک بتا دیئے ہیں۔ علم صرف ظاہری آلات پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ باطنی آلات کی آنکھ سے بھی اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

انسانی زہریں تین ہیں یا چار:- سیمینار میں ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ انسانی زہریں تین ہیں۔ جن کو ہومیو پیتھی نے تین میازم سفلس۔ سورا اور سائیکو سس لکھا ہے۔ جب یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اخلاط چار ہیں تو ان کے مزاج میں خرابی سے ان کے زہر بھی چار ہی پیدا ہوتے ہیں نہ کہ تین۔ چوتھی خلط کے مزاج میں خرابی سے جو زہر پیدا ہوتا ہے اس کو الیکٹرو ہومیو پیتھی نے خنازیری مزاج کے تحت سکروفولو سس لکھا ہے۔ اس لئے ہم ہومیو پیتھی کے تین زہروں کے ساتھ چوتھے الیکٹرو ہومیو پیتھی کے زہر کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کو الزام دینا ٹھیک نہیں ہے ڈاکٹر صاحب اپنی اصلاح کریں۔

خنازیری اور آتشکی الگ الگ زہریں ہیں:- یہ بھی غلط ہے کہ خنازیری زہر آتشکی زہر سے پیدا ہوتا ہے۔ آتشکی زہر خلط بلغم میں تعفن سے پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ خنازیری زہر خلط سودا میں تعفن سے پیدا ہوتا ہے۔ آتشکی زہر میں ورم دماغ و

اعصاب میں ہوتا ہے۔ جبکہ خنازیری زہر میں ورم غدد جاذبہ (طحال) میں ہوتا ہے۔

بواسیری زہر سوداوی زہر نہیں ریاحی زہر ہے:- یہ بھی غلط ہے بواسیری زہر خلط سودا میں تعفن سے پیدا ہوتا ہے بلکہ بواسیری زہر خلط ریح میں تعفن سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بواسیر میں ریاح کا شدید دباؤ ہوتا ہے۔ جس سے خون کا اخراج ہوتا ہے جبکہ خلط سودا سے خون گاڑھا اور غلیظ ہو کر خون کے اخراج کو بند کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خنازیری زہر کو آتشکی اور بواسیری زہر میں ضم کر دیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹر موصوف کی غلط فہمی ہے کہ اس نے سودا کو عضلاتی مادہ اور بواسیری مادہ سمجھ لیا ہے۔ خلط سودا کا تعلق دل (عضلات) سے نہیں ہے بلکہ طحال (غدد جاذبہ) سے ہے۔ یہ ایک غدی رطوبت ہے جو طحال (غدد جاذبہ) میں پیدا ہوتی ہے نہ کہ دل (عضلات) میں پیدا ہوتی ہے۔ طب یونانی بھی سودا کا مرکز طحال ہی کو تسلیم کرتی ہے اور حکیم انقلاب بھی خلط سودا کا صحیح تعلق طحال ہی سے قائم کرتے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا تعلق عضلات سے بھی قائم رکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

سودا اور ریح ایک ہی خلط نہیں ہے:- یہ لوگ مٹی اور ہوا میں تمیز نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ سودا اور ریح کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں مگر اس کے باوجود یہ سودا کو خلط اور ریح کو خلط نہیں مانتے یہ عجیب سی بات ہے۔

قانون مفرد اعضاء طب یونانی کے لئے ایک کسوٹی تب ہی بن سکتا ہے جب وہ طب یونانی کے بنیادی قانون اربعہ چار کیفیات۔ چار ارکان۔ چار مزاج۔ چار اخلاط۔ چار اعضاء۔ چار ارواح۔ چار قویٰ اور چار افعال پر قائم ہو۔ جو قانون فطرت ہے۔ ورنہ یہ غیر فطری۔ غیر علمی اور ان سائنٹیفک ہے۔ جس کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کیوں قانون ثلاثہ کے تحت اس میں حسب ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں۔

قانون ثلاثہ مفرد اعضاء میں کیا کیا خامیاں ہیں۔

(1) قانون ثلاثہ کے تحت چار کیفیات ۔ ارکان ۔ مزاج ۔ اور اخلاط کی چار مفرد اعضاء سے صحیح تطبیق نہیں ہو سکتی:۔ قانون مفرد اعضاء کا بنیادی قانون یہ ہے کہ "اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں" اخلاط چار ہیں اس لئے مفرد اعضاء بھی چار ہیں ۔ ان چار اخلاط سے چار مفرد اعضاء کی صحیح تطبیق آج تک نہیں ہو سکی اگر آج بھی یہ لوگ چار اخلاط کو چار مفرد اعضاء سے تطبیق دے دیں تو ہم تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ یہ قانون مفرد اعضاء کا بنیادی قانون ہے کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں ۔ جس قانون کی بنیاد ہی غلط ہو اس کو ہم کیسے تسلیم کر سکتے ہیں ۔ پہلے اس کی بنیاد تو صحیح کر لیں باقی بعد کا کام ہے ۔

(2) خلط سودا کا تعلق عضلات سے نہیں ہے:۔ خلط سودا کا تعلق دل (عضلات) سے نہیں بلکہ طحال (غدد جاذبہ) کے ساتھ ہے ۔ جس کو طب یونانی بھی تسلیم کرتی ہے ۔ اور حکیم انقلابؒ بھی اس کی تصدیق تو کرتے ہیں مگر انہوں نے اس کا تعلق دل (عضلات) سے بھی قائم کر رکھا ہے ۔ جو طب کے بنیادی قانون کے خلاف ہے اس لئے ہم اس کو صحیح نہیں مانتے ۔

(3) خون تین اخلاط سے نہیں بلکہ چار اخلاط سے مرکب ہے:۔ خون تین اخلاط (بلغم ۔ صفرا ۔ سودا) سے مرکب نہیں بلکہ چار اخلاط (بلغم ۔ صفرا ۔ سودا ۔ ریح) سے مرکب ہے ۔ ریح خون کا جز ہوائیہ ہے ۔ سودا خون کا جز ارضیہ ہے ۔ صفرا خون کا جز ناریہ ہے اور بلغم خون کا جز مائیہ ہے جیسا کہ ابن ابی صادق کا قول ہے ۔

(4) فعلی یا حیاتی مفرد اعضاء تین نہیں بلکہ چار ہیں:۔ (۱) اعصاب

جن کا مرکز دماغ ہے۔ (2) عضلات جن کا مرکز دل ہے۔ (3) غدد ناقلہ جن کا مرکز جگر ہے۔ (4) غدد جاذبہ جن کا مرکز طحال ہے۔ یہ حکیم انقلابؒ نے لکھا ہے۔ اس لئے وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں مگر ان کے شاگردان کرام اس کو ماننے کے باوجود انکار بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو وہ غدد کو فعلی و حیاتی اعضاء تسلیم کرتے ہیں مگر دوسری طرف غدد جاذبہ جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں ان کو فعلی و حیاتی اعضاء تسلیم نہیں کرتے جبکہ طب قدیم نے ہزاروں سال پہلے طحال کو فعلی اعضاء میں شامل کر کے اس کو چوتھی خلط سودا کا مرکز اور اس کی تعمیر و اصلاح کا ذمہ دار قرار دے دیا تھا اور آج میڈیکل سائنس نے بھی نسیج الحاقی کے اندر فعل کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا ذمہ دار اور مرکزی عضو طحال ہی کو قرار دیا ہے۔ جس کا ایک پورا فعلی نظام موجود ہے۔

RETICULO - ENDOTHELIAL AND LYMPHATIC SYSTEM کا نام دیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ طحال ایک فعلی اور حیاتی (وائٹل) عضو ہے۔

(5) **ہر دو غدد کا مرکز جگر نہیں ہے:۔** جیسا کہ قانون ثلاثہ والے تسلیم کرتے ہیں بلکہ غدد ناقلہ کا مرکز جگر ہے اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال ہے۔ کیونکہ ہر دو غدد کا مادہ (خلط) ایک ہی نہیں ہے جس کو وہ غدی مادہ کہتے ہیں۔ وہ دراصل قشری مادہ (خلط صفرا) ہے۔ جس کا تعلق جگر سے ہے۔ پس جگر (غدد ناقلہ) کا مادہ خلط صفرا ہے اور طحال (غدد جاذبہ) کا مادہ خلط سودا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جگر (غدد ناقلہ) کا مزاج خلط صفرا کے مزاج پر گرم خشک ہے اور طحال (غدد جاذبہ) کا مزاج خلط سودا کے مزاج پر سرد خشک ہے یعنی ان میں گرمی اور سردی کا فرق ہے۔ ان کے یہ مزاج طب قدیم بھی تسلیم کرتی ہے اور حکیم انقلابؒ بھی ان کے یہی مزاج تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن دنیا پور والے ان مزاجوں کو تسلیم نہیں کرتے وہ جگر (غدد ناقلہ) کا مزاج گرم تر (خون کے مزاج پر) تسلیم کرتے ہیں اور طحال (غدد جاذبہ) کا مزاج گرم خشک (صفرا

کے مزاج پر) تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی اس لاجواب تحقیق سے گویا صفرا جو پہلے جگر (غدد ناقلہ) میں پیدا ہوتا تھا اب اس کو طحال (غدد جاذبہ) پیدا کرتے ہیں کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ جگر کا کیمیاوی فعل (صفرا بنانا) طحال (غدد جاذبہ) کے اندر ہوتا ہے۔ یہ طب قدیم میں کتنا بڑا انقلاب ہے۔ ان کے خیال کی بلند پروازی کی داد دیجئے کہ جس بات کو دنیا کی کوئی بھی طب تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی کسی کیمیاوی تجزیئہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صفرا طحال کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ اس کارنامہ کو دنیا پوروالوں نے کر دکھایا ہے کیونکہ انہوں نے غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کا جوڑا بنا کر طحال کو بائیں طرف سے اٹھا کر دائیں طرف جگر سے باندھ دیا ہے اور صفرا و سودا یعنی گرمی و سردی کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ کارنامہ نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ جگر و طحال ہر دو غدد ناقلہ و جاذبہ کو جس غدی مادہ سے بناتے ہیں۔ وہ دراصل قشری مادہ (خلط صفرا) ہے جس سے صرف جگر (غدد ناقلہ) ایپی تھیلئل ٹشوز (قشری انسجہ) ہی بنتے ہیں۔ اس غدی مادہ سے طحال (غدد جاذبہ) نہیں بنتے جن کا تعلق مخاطی یا الحاقی مادہ (کنیکٹو ٹشو) یعنی خلط سودا سے ہے۔ مزید تصدیق کے لئے خوردبین کی آنکھ سے دیکھ لیجئے کہ جگر اور طحال کس کس ٹشو سے بنے ہیں تسلی ہو جائے گی۔

الحاقی اور مخاطی مادہ کی مثال:- الحاقی مادہ اور مخاطی مادہ کی مثال ایسے ہے جیسے ہڈی اور ہڈی کا گودا۔ ہڈی الحاقی مادہ ہے جس سے ہڈیاں رباط واوتار بنتے ہیں اور ہڈی کا گودا مخاطی مادہ ہے جو الحاقی مادہ کی ترقی یافتہ صورت اور مادۃ الحیات (پروٹوپلازم کی ابتدائی شکل ہے اور اس کا فعلی مادہ ہے جس سے ہڈیوں کا گودا غدد جاذبہ اور ان کا مرکز طحال بنتے ہیں۔ انہی اعضاء کے فعل کے نتیجہ میں سودا پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی سے ان اعضاء کا تغذیہ بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ طب قدیم کا قانون ہے کہ سودا ہڈی جیسے سرد خشک اعضاء کی غذا بنتا ہے۔

(6) مفرد اعضاء کا تعلق اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی کیفیاتی و مزاجی اور عضوی طور پر غلط ہے:- قانون فطرت ہے کہ

گرمی کبھی سردی کے ساتھ اور تری کبھی خشکی کے ساتھ نہیں پائی جاتی یعنی دنیا میں کوئی ایسا مزاج پیدا نہیں ہوتا جو گرم سرد یا سرد گرم اور تر خشک یا خشک تر ہو قانون ثلاثہ کے تحت اعصاب کا مزاج تر۔ غدد کا مزاج گرم اور عضلات کا مزاج خشک مانا جاتا ہے۔ اس قانون کے تحت اعصابی عضلاتی تر خشک اور عضلاتی اعصابی خشک تر بنتا ہے جو اصولاً غلط ہے۔ طب کے قانون کے تحت کیفیات چار ہیں۔ جن کی ترکیب سے آٹھ مرکب مزاج بنتے ہیں۔ چھ مرکب مزاج نہیں بنتے۔ مگر قانون ثلاثہ والے چھ مزاج بناتے ہیں اور ان کی چھ تحریکات ہی بناتے ہیں۔ جو طب کے بنیادی قانون کے خلاف ہیں۔

(7) مفرد اعضاء کے افعال تین نہیں بلکہ چار ہیں:۔ حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی ؒ فرماتے ہیں کہ

"ہم نے مفرد اعضاء کے ساتھ کیفیات و مزاج اور اخلاط کو تطبیق دے کر ثابت کیا ہے کہ مفرد اعضاء کے افعال کیفیات و مزاج اور اخلاط کے اثرات کے بغیر عمل میں نہیں آسکتے۔" (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 62)

(2) یہ بھی یاد رکھیں کہ مزاج و اخلاط اور مفرد اعضاء میں تبدیلی ہمیشہ کیفیات کے ذریعے ہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ انہی کیفیات کا اثر مزاج و اخلاط اور مفرد اعضاء پر یکساں کام کرتا ہے۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 181)

(3) یہ بھی حقیقت اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ ہر عضو کے افعال کی صرف دو ہی صورتیں نہیں ہیں اگر کیفیات کو بھی دیکھا جائے تو ہر عضو میں کبھی گرمی زیادہ ہوگی اور کبھی سردی اور اسی طرح کبھی خشکی زیادہ ہوگی اور کبھی تری بڑھی ہوئی نظر آئے گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر عضو کے افعال کی دو سے زیادہ صورتیں ہیں۔ (سوانح حیات موجد نظریہ مفرد اعضاء صفحہ 104)

کیفیات چار ہیں اس لئے ہر کیفیت کے ساتھ ایک فعل مخصوص ہے۔
(1) خشکی سے تحریک۔ (2) تری سے تسکین۔ (3) گرمی سے تحلیل (4) سردی سے تخدیر۔ چونکہ خشکی کی ضد تری ہے اور گرمی کی ضد سردی ہے۔ اس لئے تحریک کی ضد تسکین ہے اور تحلیل کی ضد تخدیر ہے۔ جیسے یہ چاروں کیفیات ایک دوسرے کے بالضد اور بالمقابل پائی جاتی ہیں۔ بعینہ ان کے یہ چاروں افعال بھی ہمیشہ ایک دوسرے کے بالضد و بالمقابل پائے جاتے ہیں۔ قانون ثلاثہ میں صرف تین کیفیات تری۔ خشکی اور گرمی ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ چوتھی کیفیت سردی کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ان کے قانون میں تری کی ضد خشکی تو ہے لیکن گرمی کی ضد سردی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں صرف ان تین کیفیات کے تین افعال تحریک۔ تسکین اور تحلیل ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ چوتھے فعل تخدیر کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

تخدیر کیا ہے:۔ "تخدیر کے متعلق حکیم انقلاب لکھتے ہیں کہ "تخدیر کسی مفرد عضو نسیج کا سن ہو جانا۔ اس علامت میں احساسات اعضاء ختم ہو جاتے ہیں تسکین و تبرید اسی میں شامل ہیں۔ تخدیر کی صورت جسم میں بلغم اور رطوبت کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ فرنگی طب صرف اعصاب کی تخدیر کو سمجھتی ہے لیکن وہ عضلات اور غدد کی تخدیر سے ناواقف ہے۔" (تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ 93)

حکیم انقلاب کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ تخدیر صرف اعصاب ہی میں نہیں ہوتی بلکہ عضلات اور غدد میں بھی ہوتی ہے۔ آپ نے تخدیر میں تسکین و تبرید کو شامل کیا ہے۔ لیکن تسکین تری (بلغم) سے ہوتی ہے اور تبرید سردی (سودا) سے ہوتی ہے۔ تبرید (برودت) سردی سے ہوتی ہے اور اسی سردی سے تخدیر پیدا ہوتی ہے۔ بس ثابت ہو گیا کہ ان چاروں کیفیات خشکی۔ تری۔ گرمی۔ سردی سے ان کے چاروں افعال تحریک تسکین تحلیل اور تخدیر پیدا ہوتے ہیں۔

(8) مفرد اعضاء کے افعال میں ایک بہت بڑا سقم:۔ قانون ثلاثہ مفرد اعضاء میں ایک بہت بڑا سقم پایا جاتا ہے۔ جو شاید آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو۔

اس کو میری نظر سے دیکھئے غور کریں کہ یہ چاروں کیفیات جیسے ایک دوسرے کے بالضد و بالمقابل پائی جاتی ہیں۔ ایسے ہی ان کے چاروں افعال بھی ایک دوسرے کے بالضد و بالمقابل پائے جاتے ہیں۔ جسم انسان میں قدرت کی اس ترتیب کو دیکھئے کہ جسم انسان کے چاروں بڑے اعضاء (اعضائے رئیسہ) دل و دماغ اور جگر و طحال ایک دوسرے کے بالضد و بالمقابل واقع ہیں۔ مثلاً دماغ اگر اوپر واقع ہے۔ تو اس کے بالضد و بالمقابل نیچے دل واقع ہے۔ اسی طرح جگر اگر دائیں طرف واقع ہے تو طحال اس کے بالضد و بالمقابل بائیں طرف واقع ہے۔ جسم انسان میں یہی ترتیب ان چاروں کیفیات کی بھی ہے۔ مثلاً تری اگر اوپر دماغ میں ہے تو اس کے بالضد خشکی نیچے دل میں ہے اور گرمی اگر دائیں طرف جگر میں ہے تو اسکے بالضد سردی بائیں طرف طحال میں ہے۔ حسب ذیل نقشہ جات پر غور کیجئے۔
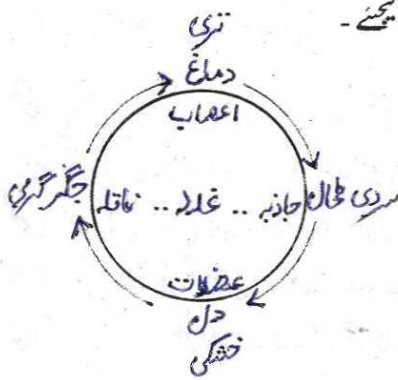
(1) اس میں چاروں کیفیات اپنے بالضد و بالمقابل اعضاء میں پائی جاتی ہیں۔ اگر تری اوپر دماغ میں ہے تو خشکی نیچے دل میں ہے۔ اگر دائیں طرف جگر میں گرمی ہے تو اس کے بالمقابل سردی بائیں طرف طحال میں ہے۔
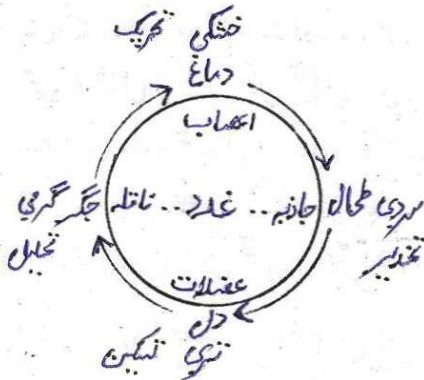
(2) اگر دماغ میں خشکی سے تحریک ہے تو اس کے بالمقابل دل میں تری سے تسکین ہے اگر دائیں طرف جگر میں گرمی سے تحلیل ہے تو اس کے بالمقابل بائیں طرف طحال میں سردی سے تخدیر ہے۔

(3) اس میں (2) کی چاروں کیفیات اور ان کے چاروں افعال اپنی بالضد کیفیات اور بالضد افعال سے بدل گئے ہیں یعنی دل میں خشکی سے تحریک پیدا ہو کر اس کے بالمقابل دماغ میں تری سے تسکین پیدا ہو گئی ہے اور دائیں طرف جگر میں سردی سے تخدیر پیدا ہو کر اس کے بالمقابل بائیں طرف طحال میں گرمی سے تحلیل پیدا ہو گئی ہے۔

اس طرح یہ چاروں کیفیات اور ان کے چاروں افعال ہمیشہ اپنی بالضد کیفیات و افعال سے اپنے بالمقابل اعضاء میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہی علاج بالضد کی صورت ہے۔

لیکن

قانون ثلاثہ میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں قانون بالضد کے مطابق کیفیات اور ان کے افعال بالضد اور بالمقابل نہیں پائے جاتے کیونکہ اس میں تری کے بالمقابل خشکی اور گرمی کے بالمقابل سردی نہیں پائی جاتی۔ اسی طرح تحریک کے بالمقابل تسکین اور تحلیل کے بالمقابل تخدیر نہیں ہوتی۔

(1) دل میں تحریک سے دماغ میں تسکین ہوتی ہے تحلیل نہیں ہوتی:۔ مثلاً دماغ میں اگر خشکی سے تحریک ہے تو اس کے بالمقابل دل میں تری سے تسکین تو ہے مگر جب دل میں خشکی سے تحریک ہو تو اس کے بالمقابل دماغ میں تری سے تسکین نہیں ہوتی بلکہ اس میں خامی یہ ہے کہ وہ دل میں خشکی سے تحریک کے بالمقابل دماغ میں گرمی سے تحلیل تسلیم کرتا ہے جو قانون بالضد کے خلاف ہے کیونکہ ہمیشہ خشکی کے بالمقابل تری یعنی تحریک کے بالمقابل تسکین ہوتی ہے نہ کہ گرمی سے تحلیل

(2) دل میں گرمی سے تحلیل کے بالمقابل دماغ میں سردی سے تخدیر ہوتی ہے:- اسی طرح اس میں دوسری خامی یہ ہے کہ اس میں گرمی سے تحلیل کے بالمقابل سردی سے تخدیر نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ نہ سردی کو تسلیم کرتا ہے اور نہ اس کے فعل تخدیر کو تسلیم کرتا ہے- یہی وجہ ہے کہ قانون ثلاثہ خشکی کے بالمقابل گرمی یعنی تحریک کے بالمقابل تحلیل اور گرمی کے بالمقابل تری یعنی تحلیل کے بالمقابل تسکین تسلیم کرتا ہے-

(3) دل میں تحریک سے جگر میں تسکین نہیں ہوتی بلکہ تخدیر ہوتی ہے- قانون ثلاثہ دل میں خشکی سے تحریک کی صورت میں جگر میں تری سے تسکین تسلیم کرتا ہے یہ بھی قانون بالضد کے خلاف ہے کیونکہ دل میں خشکی سے تحریک کے بالمقابل دماغ میں تری سے تسکین اور جگر میں سردی سے تخدیر ہونی چاہیے-

(4) جگر میں تحریک سے دماغ میں تسکین نہیں ہوتی بلکہ تخدیر ہوتی ہے:- چوتھی خامی یہ ہے جگر (غدد ناقلہ) میں خشکی سے تحریک کے بالمقابل طحال میں تری سے تسکین کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ دماغ میں تری سے تسکین کو تسلیم کرتا ہے یہ بھی قانون بالضد کے خلاف ہے کیونکہ اس میں خشکی کے بالمقابل تری یعنی تحریک کے بالمقابل تسکین نہیں ہوتی-

(5) پانچویں خامی یہ ہے کہ یہ جگر میں خشکی سے تحریک کی صورت میں دل میں گرمی سے تحلیل اور دماغ میں تری سے تسکین کو تسلیم کرتا ہے- یہ بھی قانون بالضد کے خلاف ہے کیونکہ اس میں بھی خشکی کے بالمقابل تری یعنی تحریک کے بالمقابل تسکین اور گرمی کے بالمقابل سردی یعنی تحلیل کے بالمقابل تخدیر نہیں پائی جاتی-

قانون ثلاثہ میں یہ خامیاں چوتھی کیفیت سردی اور اس کے فعل تخدیر کو تسلیم نہ کرنے کے باعث ہی ہوتی ہیں- اس لئے ہم قانون ثلاثہ مفرد اعضاء کو نامکمل قانون سمجھتے ہیں-

تخدیر غیر طبعی فعل نہیں ہے:- جیسے کائنات میں چار کیفیات اور انکے چار موسم پائے جاتے ہیں یعنی گرمی سردی اور تری اور خشکی کی چار کیفیات پائی جاتی ہیں - ویسے ہی ان کے چار افعال تحریک - تسکین - تحلیل - تخدیر بھی پائے جاتے ہیں - کہا جاتا ہے کہ سردی اور اس کا فعل تخدیر غیر طبعی فعل ہے - جبکہ تحریک - تحلیل اور تسکین تینوں فعل میں اعتدال پر نہ ہونے کے باعث غیر طبعی فعل کہلاتے ہیں - صرف تخدیر ہی کیوں ؟

ہر فعل کی انتہا موت ہے:- صرف تخدیر ہی سے موت کیوں بلکہ ہر فعل کی انتہا موت ہے - جیسے سردی کی انتہا سے تخدیر موت ہے - ایسے ہی گرمی کی انتہا سے تحلیل بھی موت - تری سے تسکین کی انتہاء بھی موت اور خشکی سے تحریک کی انتہا بھی موت ہے -

تخدیر بلغم سے نہیں بلکہ سودا سے ہوتی ہے:- جسم انسان میں سب سے زیادہ بارد (سرد) خلط سودا ہے کیونکہ اس میں سردی کے دونوں مزاج سرد تر اور سرد خشک پائے جاتے ہیں - دونوں میں سردی غالب ہے یہ غلط ہے کہ بلغم سرد تر ہے بلکہ تر سرد ہے - اس میں تری زیادہ سردی کم ہوتی ہے - یہ بھی غلط ہے کہ سودا کا مزاج خشک سرد ہے بلکہ سرد خشک ہے یعنی سردی زیادہ اور خشکی کم ہوتی ہے - بہرحال بلغم کا مزاج تر - صفرا کا گرم - ریح کا خشک اور سودا کا مزاج سرد ہی تسلیم کرنا پڑے گا - جیسے بلغم کی تری سے تسکین ہوتی ہے - ایسے ہی ریح کی خشکی سے تحریک ہوتی ہے اور جیسے صفرا کی گرمی سے تحلیل ہوتی ہے - ایسے ہی سودا کی سردی سے تخدیر ہوتی ہے - یعنی تخدیر سودا کی سردی ہی سے پیدا ہوتی ہے -

اگر دل میں تخدیر سے موت ہوتی ہے تو:- خود ہی سوچیں قانون ثلاثہ والے کہتے ہیں کہ اگر دل میں تخدیر ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے کیا میں ان قانون دانوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ ہم نے تو کبھی کبھار علاج کی صورت میں دل میں

سودا سے تخدیر پیدا کرنا ہوتی ہے مگر آپ نے خلط سودا کا مقام دل ہی میں قائم کر رکھا ہے یعنی ہر وقت دل میں تخدیر پیدا کر رکھی ہے اس کا انجام کیا ہوگا؟

(9) ادویہ کے افعال واثرات بھی چار ہیں:-

(1) کیونکہ مفرد اعضاء ٹشو چار ہیں۔ اس لئے دوا وغذا اور شے کے اثرات بھی چار ہی اقسام کے ہیں۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 181)

(2) انسجہ (مفرد اعضاء) چونکہ چار اقسام کے ہیں۔ اس لئے اغذیہ بلکہ ادویہ اور زہر بھی اپنے اندر صرف چار اقسام کے اثرات رکھتے ہیں۔ جو انہی مفرد اعضاء (انسجہ) پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چار انسجہ کے علاوہ کوئی نسیج ہی نہیں ہے۔ غذا و دوا اور زہر کس پر اثر کر سکتے ہیں۔ (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 89)

کیفیات چار ہیں اور ان کے افعال بھی چار ہیں۔ (1) تحریک۔ (2) تسکین۔ (3) تحلیل۔ (4) تخدیر۔ ان چاروں افعال کی طرح ادویہ کے افعال و اثرات بھی چار ہیں۔ (1) محرک۔ (2) مسکن۔ (3) محلل۔ (4) مخدر۔ ادویہ کے باقی سب افعال ان چار افعال کی ذیل ہی میں آ جاتے ہیں۔ قانون ثلاثہ کے تحت مخدرات کا باب ختم ہو گیا ہے۔ تمام سرد تر اور سرد خشک ادویہ نہ اعصابی ہیں اور نہ عضلاتی بلکہ مخاطی ہیں۔ جیسے سرد تر مخاطی اعصابی اور سرد خشک مخاطی عضلاتی ہیں۔ مخدرات میں افیون۔ دھتورہ۔ اجوائن خراسانی۔ بھنگ۔ کافور۔ بیش (میٹھا تیلیہ) اسرول (چھوٹی چندن) سب شامل ہیں۔ ان کا مخدر ہونا ہی سردی کی دلیل ہے۔

اسی طرح تمام مغلظات۔ موصلین۔ بہمین۔ بیج بند۔ تخم سروالی۔ ثعلب مصری سنگھاڑے۔ شکر قندی۔ گوند کیکر۔ گوند کتیرا۔ بہی دانہ وغیرہ یہ سب بھی مخاطی ادویہ ہیں نہ اعصابی ہیں اور نہ عضلاتی ہیں۔ اسی طرح تمام اقسام کے حجریات چونہ۔ عقیق۔ مرجان۔ صدف۔ سنکھ۔ کوڑی۔ زہر مہرہ۔ سنگ جراحت۔ سلاجیت یہ سب کی سب بھی نہ اعصابی ہیں نہ عضلاتی بلکہ مخاطی یا الحاقی افعال واثرات رکھتی ہیں۔

قانون ثلاثہ کے تحت دوران خون کا مسئلہ بھی الٹ ہو گیا ہے

مندرجہ ذیل تکونی شکل پر غور کریں۔

دماغ
اعصاب
دوران خون
ناقلہ
غدد
جگر
جاذبہ
عضلات
دل
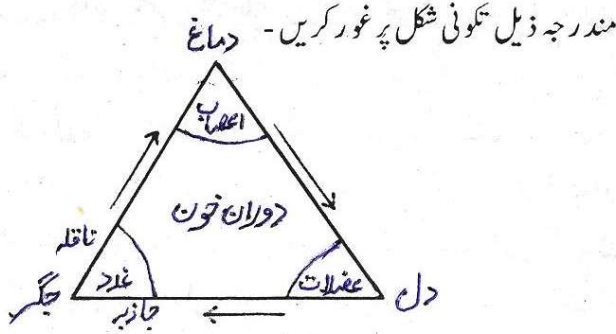
(1) اس میں پہلی خامی یہ ہے کہ اس میں دوران خون دل (عضلات) جگر (غدد) دماغ (اعصاب) کے گرد ہی گردش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس میں چوتھے بنیادی مفرد عضو نسیج الحاقی (ہڈیاں۔ رباط۔ اوتار) کا دوران خون سرے ہی سے غائب ہے۔

(2) دوسری بڑی خامی یہ ہے کہ دوران خون بالکل الٹ ہو گیا۔ حکیم انقلابؒ دوران خون کو غدد جاذبہ کی طرف سے واپس دل کی طرف لاتے ہیں مگر یہ تکونی نظریہ خون کو دل سے غدد جاذبہ کی طرف لاتا ہے۔ یعنی بالکل الٹ خون کے دوران کو چلا دیا گیا ہے۔ یہ بھی دنیا پوری کمال ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کو کہتے ہیں انقلاب واقعی الٹا کر رکھ دیا ہے۔ اگر پہلے نظریے کے مطابق غدد جاذبہ اپنی ترشی کو آگے دل کی طرف گراتے تھے۔ اب اس نظریہ کے تحت دل نے اپنی ترشی کو ان کی طرف پھینکنا شروع کر دیا ہے یا یوں سمجھ لیں کہ پہلے نظریے میں غدد جاذبہ آگے دل کی طرف اپنی رطوبات کو پھینکتے تھے۔ اب وہی کام پیچھے کی طرف سے کریں گے۔ واہ کیا تحقیق ہے۔ (یہاں پہلے سے مراد مجدد طبؒ کا نظریہ ہے)

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی چار کو تین میں ضم کرنے ہی سے پیدا ہوا ہے۔ اس مسئلہ کو بالکل صاف اور واضح کرنے کے لئے میں یہاں حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ کا وہ قول فیصل نقل کرتا ہوں جس سے یہ سارا مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

دوران خون اور نظریہ مفرد اعضاء:- حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ

دوران خون اور نظریہ مفرد اعضاء کے تحت لکھتے ہیں کہ "دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے۔ پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے اور تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل (عضلات) کے فعل کو تیز کرتا ہے اور جو خون غدد سے چھننے سے رہ جاتا ہے۔ وہ بھی وریدوں کے ذریعے واپس قلب میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔" اس دوران خون کا نقشہ حسب ذیل ہے۔
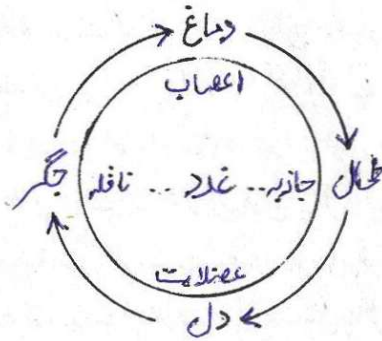
طب قدیم کی حقیقت کی تصدیق:- یہاں پر سمجھنے والی بات وہ حقیقت ہے جو طب قدیم نے ہزاروں سال قبل لکھی ہے کہ دوران خون جب تک جگر (غدد ناقلہ) سے نہ گزرے وہ جسم میں نہیں پھیلتا یا ترشح نہیں پاتا۔۔

اسی طرح ترشح پانے کے بعد جب بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیاوی طور پر تبدیلی حاصل نہ کریں یعنی ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتیں۔ اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں۔ صرف سمجھانے کے لئے دل و جگر اور دماغ و طحال کے اعضاء کے نام لکھے گئے ہیں۔ ورنہ جسم میں ہر جگہ عضلات و غدد ناقلہ و اعصاب اور غدد جاذبہ اپنے اپنے علاقہ اور حدود میں وہی

کام انجام دے رہے ہیں۔ جو ان کے اعضائے رئیسہ ادا کر رہے ہیں۔ خون اور دوران خون کی ان چار تبدیلیوں کو طب قدیم میں خون و صفرا اور بلغم و سودا کے امتیازی نام دیئے ہیں۔ جہاں جہاں یہ کیمیاوی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ انہی جگہوں کو ان کا مقام قرار دے دیا ہے۔ خون کا مقام دل۔ صفرا کا مقام جگر۔ بلغم کا مقام دماغ اور سودا کا مقام طحال لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ باقی جسم میں یہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ہر جگہ جسم میں انسجہ (ٹشوز) دل۔ جگر اور دماغ و طحال کے کام انجام دے رہے ہیں۔ دلیل و تصدیق اور ثبوت کے طور پر ہم ان اعضاء کا مزاج پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں وہ رطوبات کیمیاوی تبدیلیاں حاصل کرتی ہیں۔ دونوں کی کیفیاتی و خلطی اور کیمیاوی مزاجوں میں ذرا بھر بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ کیا اب فرنگی طب اندھی ہے۔ اگر اس کے سائنس دان نہیں سمجھ سکتے تو ہم ان کو سمجھانے کا چیلنج کرتے ہیں۔ (تحقیقات علاج بالغذ الاشاعت اکتوبر نومبر1970ء صفحہ 73)

اب میں حکیم انقلاب ؒ کی روح سے کہتا ہوں کہ جناب فرنگی طب اور ان کے سائنس دان تو اندھے نہیں رہ سکیں گے اگر انہوں نے آپ کی ان تحریروں پر غور و فکر کر لیا۔ لیکن آپ کے پیروکار ضرور اندھے ہو چکے ہیں۔ جو آپ کے ان حقائق پر غور و فکر نہیں کرتے۔ آخر کب تک ان حقائق سے بھاگتے رہیں گے۔ آخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ ان حقائق کو تسلیم کر لیں گے کیونکہ حقائق اپنے وجود کو منوا ہی لیا کرتے ہیں۔

میں نے حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ کے انہی حقائق اور فرمودات کی روشنی میں قانون مفرد اعضاء کو چار فعلی و حیاتی اعضاء پر قائم کر کے اس کی صحیح اور سچی صورت میں قائم کیا ہے۔ جو قانون فطرت کے عین مطابق ہے۔ جس پر علم و فن طب کا بنیادی قانون اربعہ چار کیفیات۔ چار ارکان۔ چار مزاج۔ چار اخلاط۔ چار اعضاء۔ چار ارواح۔ چار قوی اور چار افعال پر قائم ہے۔ میری اس تحقیق سے نظریہ مفرد اعضاء اعصاب۔ غدد اور عضلات پر ہی قائم ہے۔ صرف غدد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کے اصلی مقام پر فٹ کر دیا ہے۔ یہ نظریہ مفرد اعضاء میں تحریف نہیں بلکہ اس کی تکمیل ہے۔ جو خدا نے میرے ہاتھ سے کی ہے۔

قرارداد ہنگامی اجلاس انجمن تجدید طب پاکستان

انجمن تجدید طب پاکستان کا یہ ہنگامی اجلاس منعقدہ 23 نومبر 1997ء زیر صدارت جناب حکیم رحمت علی راحت صدر انجمن تجدید طب پاکستان فیصل آباد مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کے سیمینار منعقدہ 9 نومبر 1997ء بسلسلہ تین اور چار کا مسئلہ میں پیش کردہ قرارداد کے خلاف اپنے شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہے کہ "چار کا مسئلہ حکیم انقلاب صابر ملتانیؒ کی وفات کے بعد نظریہ مفرد اعضاء میں شامل کیا گیا ہے۔" بلکہ یہ مسئلہ ان کی زندگی ہی میں موجود تھا۔ نظریہ مفرد اعضاء میں شروع ہی سے ابہام و تضاد پایا جاتا تھا۔ جس پر ان سے افہام و تفہیم ہوتی رہی ہے۔ حکیم انقلابؒ نے خود اپنی کتابوں میں طحال کا بطور چوتھے عضو رئیس کے ذکر کیا ہے۔ اور مخاطی انسجہ کا تعلق غدد جاذبہ کے واسطہ سے طحال ہی سے قائم کیا ہے۔ اس لئے ہم اس قرارداد کے دونوں بڑے جواز "کہ طحال عضو رئیس نہ ہے اور مخاطی انسجہ کا تعلق اس سے نہیں ہے" اس کو بالکل غلط ثابت کرتے ہیں اور اسے مسترد کرتے ہوئے اس قرارداد کے منظور کرنے والوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پہلے اپنے لٹریچر کی اصلاح کریں اور حکیم انقلابؒ کے پورے لٹریچر میں سے جہاں جہاں بھی چار کے مسئلے کے تحت لکھا گیا ہے۔ جس کی نشان دہی ہم کرتے ہیں پہلے اس کو خارج کریں۔ اس کے بعد ہم پر پابندیاں عائد کریں۔ ورنہ جب تک ہمارے استاد محترم حکیم انقلاب جناب صابر ملتانیؒ کے لٹریچر میں چار کیفیات۔ چار ارکان چار اخلاط اور چار مفرد اعضاء کا نظریہ موجود ہے۔ جو طب کا بنیادی قانون اربعہ ہے۔ جس کے دعویدار ہم ہیں اور اس کو ہر لحاظ سے مکمل۔ درست اور سائنٹیفک تسلیم کرتے ہیں۔ اس کو ہم نہ صرف حکیم انقلابؒ کے حوالہ سے لکھیں گے اور شائع کریں گے بلکہ اس میں مزید تحقیقات بھی کریں گے۔ یہ ہمارا بنیادی حق ہے جس کو نہ کوئی ہم سے چھین سکتا ہے اور نہ اس کے استعمال سے

روک سکتا ہے۔ کیونکہ تحقیق و ریسرچ پر دنیا کا کوئی قانون پابندی عائد نہیں کر سکتا بلکہ حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر اس سلسلے میں کسی ادارہ۔ تنظیم یا تحریک نے کوئی قانونی چارہ جوئی کی تو ہم قانونی طور پر ہی اس کی مزاحمت کریں گے۔ تحریک تجدید طب پاکستان نے یہ قرار داد پاس کر کے علم و فن طب میں مزید تحقیقات کے دروازے بند کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اس کی اس ناجائز کاروائی کو ہم کلی طور پر مسترد کرتے ہیں۔ اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ جیو اور جینے دو کے اصول پر ہمیں اپنا کام کرنے دے اور وہ اپنا کام کرے اسی میں ہی ہم سب کی بہتری ہے۔

ہم حاضرین اجلاس و اراکین انجمن تجدید طب پاکستان فیصل آباد مورخہ 23 نومبر 1997ء مرکزی تحریک تجدید طب پاکستان کے سیمینار منعقدہ 9 نومبر 1997ء کی پاس کردہ قرار داد کی پر زور مزمت کرتے ہیں کیونکہ یہ یک طرفہ کاروائی ہے اور علم و فن طب میں مزید تحقیقات کے دروازے بند کرنے کی مذموم کوشش ہے۔

حکیم رحمت علی راحت، ڈاکٹر رہبر کلیمی، حکیم محمد شبیر شاہکوٹ، حکیم محمد اشرف لاہور، حکیم محمد اسلم سرگودھا، حکیم مرزا عبدالغنی رینالہ خورد، حکیم محمد ذاکر ساہو جھنگ، حکیم محمد شفیق شاہکوٹ، حکیم حافظ حبیب اللہ شاہکوٹ، ڈاکٹر میاں محمد طارق جڑانوالہ، محمد سعید فیصل آباد، حکیم و ڈاکٹر محمد منیر فیصل آباد، حکیم محمد امین صدیقی رینالہ خورد، حکیم ارشاد علی فیصل آباد، حکیم محمد عمر فیصل آباد، حکیم مشتاق احمد فیصل آباد، حکیم محمد سردار ٹوبہ ٹیک سنگھ، محمد ضیاء الحق سمندری، حکیم مشتاق علی سمندری، حکیم و ڈاکٹر محمد لطیف شمشی فیصل آباد، حکیم محمد افضل فیصل آباد، حکیم محمد گلزار فیصل آباد، حکیم محمد طاہر فیصل آباد، حکیم منظور حسین سمندری، حکیم اصغر علی ملنگ فیصل آباد، حکیم علی اقمار سولنگی شاہکوٹ، حکیم محمد یعقوب رینالہ خورد، حکیم مرزا محمد اسلم رینالہ خورد، حکیم محمد یٰسین فیصل آباد، حکیم محمد حبیب سلطانی فیصل آباد، حکیم غلام رسول کھرڑیانوالہ، حکیم مولانا عظمت اللہ اوکاڑہ، حکیم مرزا نصیر احمد گوگیرہ، حکیم

شوکت علی، حکیم محمد صفدر، حکیم فیض محمد فیض، محمد علی گوہراوکاڑہ سے ۔پاکپتن سے حکیم حافظ محمد اشرف ۔ پیر محل سے حکیم محمد اسماعیل، حکیم محمد رفیق ارشد ۔ سرگودھا سے حکیم محمد فاروق اعظم صابری ۔ راولپنڈی سے حکیم سید اقبال حسین شاہ ۔ رحیم یار خان سے حکیم محمد خالد اقبال ۔ لالیاں سے حکیم محمد شریف جنجوعہ ۔ رائیونڈ سے حکیم ظہیر احمد شیخ ۔ ریناله خورد سے حکیم محمد یعقوب ۔گوجرانوالہ سے حکیم محمد عاصم ۔ قصور سے حکیم طارق محمود ۔ پتوکی سے حکیم محمد حنیف، ڈاکٹر محمد الیاس ۔ دیپال پور سے حکیم پروفیسر فریدی، حکیم پروفیسر محمد سعید احمد، پروفیسر حکیم بشیر احمد بھٹی ۔ حجرہ شاہ مقیم سے حکیم عبدالحفیظ ۔ شکرگڑھ سے حکیم محمد طارق ۔پشاور سے حکیم محمد سعید، حکیم میجر عبدالغفار خان، حکیم ابرار حسین ۔ کراچی سے میاں نیاز احمد، ڈاکٹر محمد محسن ۔ جڑانوالہ سے حکیم محمد حسین، حکیم عبدالرؤف ۔ لاہور سے حکیم ایس اے جاوید، حکیم مبارک علی، خطیب سرفراز حسین شاہ، حکیم عطاء محمد، حکیم محمد اشفاق، ڈاکٹر محمد اقبال، حکیم میاں محمد اسماعیل ربانی، حکیم شہزاد جہانگیر، ڈاکٹر شگفتہ ناز، ڈاکٹر زاہدہ نسیم، حکیم حامد علی ناز، حکیم قاسم علی، حکیم قاری محمد اشرف، حکیم فرقان احمد صابری، ڈاکٹر خالد محمود، حکیم ڈاکٹر احسان اقبال، حکیم شفقت حیات، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر ذوالفقار علی، حکیم محمد اجمل، حکیم محمد نسیم اصلاحی ۔ جھنگ سے حکیم آصف محمود، حکیم عبدالغفور ۔ فیصل آباد سے حکیم سعادت علی راحت، حکیم محمد بنیامین بابر، حکیم ولی محمد چوہدری، حکیم سخاوت علی، حکیم صوبیدار مقبول چیمہ، حکیم حافظ صابر حسین، حکیم حاجی رشید احمد، پروفیسر عطاء الحق سبحانی، حکیم منصب علی راحت، حکیم عبدالستار، محمد رمضان، حکیم مولوی محمد رمضان، حکیم شفیع ریاض احمد، ڈاکٹر علی اختر، حکیم محمد اکبر باکی، حکیم بابا محمد حسین، حکیم زبیر شاہ، حکیم اختر علی، حکیم عبدالستار، حکیم محمد اعظم، حکیم شیر نصیر احمد خان ایڈووکیٹ اور جھنگ سے

حکیم مہر حق نواز ہرل ایڈووکیٹ جھنگ ۔

آخری معروضات

میں نے حکیم انقلابؒ کی وفات کے بعد ان کے قانون مفرد اعضاء میں جو تضادات تھے - ان کو طب کے اسی قانون کے مطابق دور کرکے قانون مفرد اعضاء کی تکمیل کی ہے - لیکن حکیم انقلابؒ کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں (دنیا پور والوں) نے قانون مفرد اعضاء میں جو ترامیم اور اضافے فرمائے ہیں - انہیں کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا کر رہے ہیں - مثلاً

(1) حکیم انقلابؒ نے اپنے قانون مفرد اعضاء کی بنیاد طب یونانی یا طب اسلامی کے چار اخلاط پر رکھی تھی - مگر ان کے جانشین قانون مفرد اعضاء کی بنیاد طب اسلامی کے چار اخلاط کے بجائے طب ویدک کی تین اخلاط پر قائم کرتے نظر آتے ہیں - دیکھئے کلیات قانون مفرد اعضاء کے صفحہ 86 پر حکیم محمد یٰسین دنیا پوری لکھتے ہیں کہ قانون مفرد اعضاء اخلاط کے معاملہ میں آیورویدک نظریہ کو تسلیم کرتا ہے -

2- طب یونانی چار اخلاط خون - صفراء - بلغم - سودا بیان کرتی ہے یہی چار اخلاط حکیم انقلابؒ بھی لکھتے ہیں مگر ان کے جانشین ان چار مسلمہ اخلاط کی بجائے صفرا - بلغم - سودا - الحاقی مادہ لکھتے ہیں یہ اخلاط طب کی کس کتاب میں لکھے ہیں ؟

3- حکیم انقلابؒ جگر (غدد ناقلہ) کا مزاج صفراء کے مزاج پر گرم خشک لکھتے ہیں اور طحال (غدد جاذبہ) کا مزاج سودا کے مزاج پر سرد خشک لکھتے ہیں مگر ان کے جانشین جگر (غدد ناقلہ) کا مزاج خون کے مزاج پر گرم تر لکھتے ہیں اور طحال (غدد جاذبہ) کا مزاج گرم خشک لکھتے ہیں - دیکھئے ان کی کتاب علم الامراض کا صفحہ 443 جہاں وہ طحال (غدد جاذبہ) کا مزاج گرم خشک لکھتے ہیں -

4- حکیم انقلابؒ صفراء کو جگر میں پیدا کرتے ہیں اور ان کے جانشین صفراء کو طحال (غدد جاذبہ) میں پیدا کرتے ہیں - دیکھئے ان کی کتاب علم الامراض کا صفحہ 442 جہاں لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ طحال و غدد جاذبہ صفراء نہ صرف اپنی غذا بناتے ہیں (کیا کہنے کہ طحال (غدد جاذبہ) کی غذا صفراء ہے) بلکہ اسے خون میں بنانے کے ساتھ ساتھ روکتے بھی ہیں اور بعض اوقات خون میں صفراء اس قدر زیادہ بناتے اور رکھتے ہیں جس سے صفراوی علامات مثلاً یرقان پیدا ہو جاتا ہے - (واہ کتنی اعلیٰ تحقیق ہے کہ صفراء طحال (غدد جاذبہ) پیدا کرتے ہیں اور یرقان طحال (غدد جاذبہ) کی تحریک سے پیدا ہوتا ہے - جگر کی تحریک سے نہیں - انہیں اس انقلابی تحقیق پر ضرور گولڈ میڈل ملنا چاہیے -)

5- حکیم انقلابؒ نے جگر (غدد ناقلہ) کے تحت کھار اور طحال (غدد جاذبہ) کے تحت ترشی کے دو الگ الگ کارخانے بنائے تھے مگر ان کے جانشینوں نے ترشی اور کھار کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر کے ان کے اتحاد سے صرف ایک ہی کارخانہ بنا دیا ہے - نیز حکیم انقلابؒ نے ہر دو غدد کو الگ الگ کر کے غدد ناقلہ کا مادہ صفراء اور ان کا مرکز جگر اور غدد جاذبہ کا مادہ سودا اور ان کا مرکز طحال لکھا ہے مگر ان کے جانشین ہر دو غدد کا جوڑا بنا کر ہر دو غدد کا صفراوی اور سوداوی مادہ اکٹھا کر کے غدی مادہ بنا لیتے ہیں جو محض صفراوی مادہ (قشری مادہ) ہے جس سے صرف ایپی تھیلیئل ٹشوز جگر (غدد ناقلہ) بنتے ہیں طحال (غدد جاذبہ) نہیں بنتے جن کا مادہ سودا ہے - (یہ ٹھیک ہے اللہ نے ہر شے کے جوڑے بنائے ہیں - ہم جنس اور ہم مادہ بھی اور غیر جنس اور غیر مادہ بھی - مثلاً ہم جنس اور ہم مادہ جیسے نر و مادہ - مرد و عورت انہی میں خبر رساں اور حکم رسان اعصاب کے جوڑے شامل ہیں جن کا مادہ ایک ہے اور ارادی و غیر ارادی عضلات کے جوڑے جن کا مادہ بھی ایک ہے بنتے

ہیں - اسی طرح اللہ نے غیر جنس اور غیر مادہ کے جوڑے بھی بنائے ہیں - جیسے نیکی و بدی - اندھیرا و اجالا - رات و دن - گرمی و سردی اور تری و خشکی کے جوڑے بھی بنائے انہی میں غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کا جوڑا بھی شامل ہے - جو گرمی (صفراء) اور سردی (سودا) کا جوڑا ہے - (راحت) مگر حکیم انقلابؒ کے جانشینوں نے گرمی و سردی کو پھر ایک ہی جگہ اکٹھا کر کے ان کا پھر سے جوڑا بنا دیا - ہمیں بتایا جائے کہ حکیم انقلابؒ کی کس کتاب میں ایسے جوڑے بنا کر رکھے گئے ہیں -

6- حکیم انقلابؒ ذیابیطس حقیقی کو دماغی (اعصابی) مرض لکھتے ہیں اور اس کا علاج عضلاتی لکھتے ہیں مگر ان کے جانشین ذیابیطس حقیقی کو غدی اعصابی مرض لکھتے ہیں اور اس کا علاج اعصابی لکھتے ہیں - ایسا کیوں ؟

7- حکیم انقلابؒ عظم طحال کو اعصابی تحریک کے تحت لکھتے ہیں اور اس کا علاج عضلاتی لکھتے ہیں مگر ان کے جانشین عظم الطحال کو عضلاتی تحریک کے تحت لکھتے ہیں اور علامہ ظفر اللہ صاحب اعصابی اور عضلاتی دونوں تحریکات میں عظم الطحال لکھتے ہیں یعنی تحلیل اور تسکین کی وجہ سے (اعصاب کی تحریک میں غدد میں تحلیل سے اور عضلات کی تحریک میں غدد میں تسکین سے) غور فرمائیں اگر اعصاب کی تحریک سے ہر دو غدد میں تحلیل سے عظم جگر و عظم طحال ہو گا - تو علاج کی صورت میں عضلاتی تحریک سے ہر دو غدد میں تسکین سے رطوبات کی زیادتی سے پھر عظم جگر و عظم طحال ہو جائے گا تو عظم طحال و جگر کیسے دور ہو گا؟

8- حکیم انقلابؒ پہلے دائیں طرف کا فالج غدی اعصابی بائیں طرف کا اعصابی عضلاتی اور نیچے کا فالج عضلاتی غدی مشینی تحریکات میں لکھتے تھے - اس کے بعد تحقیقات علم الامراض والعلامات کے صفحہ نمبر 155 پر دایاں فالج عضلاتی غدی - بایاں فالج غدی عضلاتی اور نیچے کا فالج اعصابی غدی لکھتے ہیں -

اسی طرح ان کے جانشین پہلے اپنی کتاب تحقیقات علم الامراض میں فالج کے

بیان میں دایاں فالج غدی اعصابی، بایاں فالج اعصابی عضلاتی اور نیچے کا فالج عضلاتی قشری مشینی تحریکوں میں لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے ماہنامہ قانون مفرد اعضاء بابت ماہ جولائی 1999ء کے صفحہ 18 پر دایاں فالج غدی عضلاتی۔ بایاں فالج اعصابی غدی اور نیچے کا فالج عضلاتی اعصابی کیمیاوی تحریکوں میں لکھتے ہیں۔ یہ کیا گورکھ دھندا ہے کس کو صحیح مانا جائے؟

9۔ حکیم انقلابؒ دوران خون کو غدد جاذبہ کی طرف سے دل کی طرف واپس لاتے ہیں اور ان کے جانشین تکوں بناکر دوران خون کو دل سے غدد جاذبہ کی طرف لے جاتے ہیں یعنی بالکل الٹ دوران خون چلا دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی تکون صفحہ 87 غرض کہاں تک لکھوں ان کو تو کوئی پوچھتا تک نہیں کہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ مگر ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ گویا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو کوئی چرچا نہیں ہوتا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ادارہ قومی طبِ پاکستان :- آپ کی علمی، عملی اور فنی ترقیات و تحفظ کیلئے صحیح راہِ عمل پیش کرتا ہے۔ اس میں شرکت فرما کر ملک و فن کی خدمت کیجئے۔

قومی طبِ پاکستان

MONTHLY

REGD.L.No. ____________
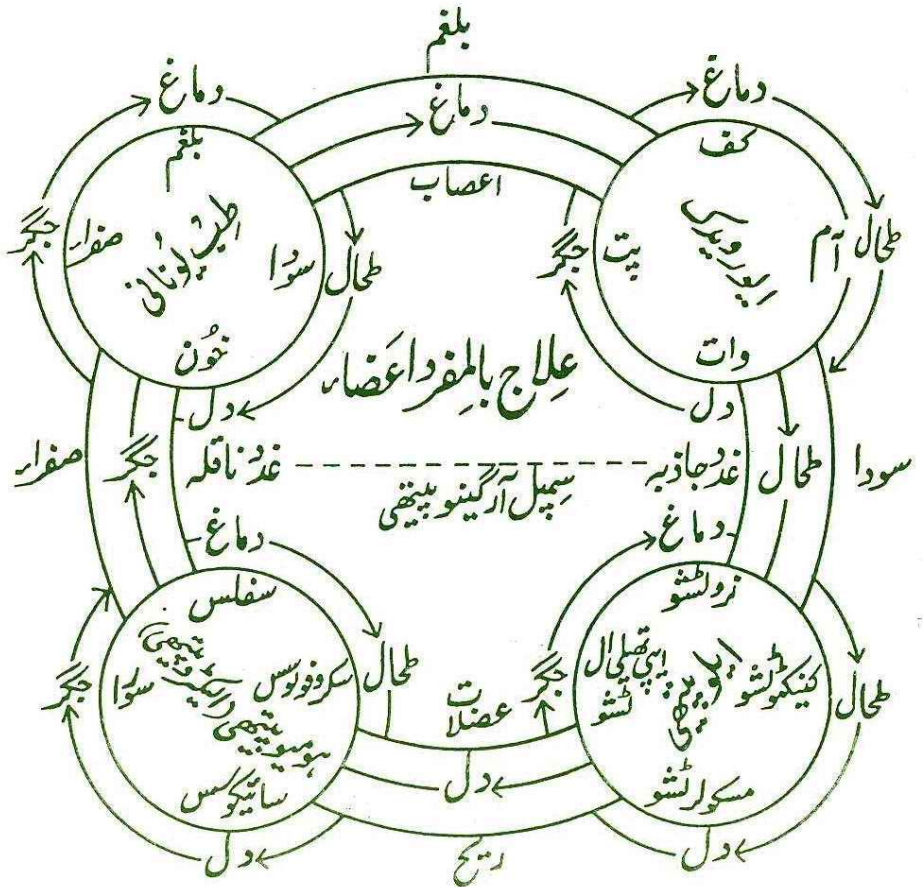
QAUMI TIB

FAISALABAD
PAKISTAN.

جدید طبی کمپیوٹر